عرفانِ مولیٰ کا نشاں

وحی والہام

مرتّبہ

ہادی علی چوہدری

(جملہ حقوق بحق مصنّف محفوظ)

فروری 2018

فہرست مضامین

✿	وحی والہام	5
1:	وحی والہام ازروئے لغت	9
2:	نزولِ وحی کا طریق	11
✿	الہامِ اور وحی کلامِ الٰہی کے دونام ہیں	14
3:	وحی کی قسمیں	15
✿	خواب (رؤیا)، کشف اور وحی میں فرق	19
4:	ارکانِ وحی	22
5:	وحی کی ضرورت واہمیّت	24
6:	نزولِ جبریلؑ	31
7:	انبیاء علیہم السلام پر غیر تشریعی وحی	34
8:	صحابہ رضی اللہ عنہم پر وحی	39
✿	صحابہؓ پر نزول وحی والہام میں کمی کی وجہ	46
9:	غیر انبیاءؑ پر وحی	48
ا۔	پہلی امتّوں میں غیر انبیاء پر وحی کا نزول	48
ب:	۔امّتِ محمدیہ میں صلحاء پر نزولِ وحی	52
✿	i۔صلحائے امّت میں وحی کے چند اور نمونے	59
✿	ii۔اولیاء اللہ پر وحی کے ذریعہ قرآنی آیات کا نزول	61
✿	iii۔اولیاء اللہ پر نزولِ قرآن	67
10:	مسیحِ موعودؑ پر نزولِ وحی	69
11:	مسیحِ موعودؑ کا منصب ومقام وحی کے ذریعہ بیانِ شریعت ہے	71
12:	اسلام کا طرّہ ٔ امتیاز اور آلہ ٔ خدادانی وحیٔ الٰہی ہے	76

✿✿✿✿✿

نوٹ: اس مضمون کے بنیادی نقوش مولانا محمد صادق سماٹری صاحب کی کتاب

’’حقانیتِ احمدیت‘‘ سے اٹھائے گئے ہیں۔

(مصنّف)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ و نصلّی علی رسولہٖ الکریمؐ و علیٰ عبدہٖ المسیح الموعودؑ

وحی والہام

وحی والہام اسلام کا ایک ایسا فخر و امتیاز ہے کہ جو اسے دوسرے مذاہب سے ممتاز، اعلیٰ اور بالا ثابت کرتا ہے۔ لیکن عجیب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آج خود اہلِ اسلام میں سے جماعتِ احمدیہ کے علاوہ اکثر وہ لوگ ہیں جو اس نعمتِ خداوندی کو رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد امّت میں منقطع مانتے ہیں۔ اس موضوع پر اور اس کے مختلف پہلوؤں پر ائمہ وعلمائے سلف نے بڑی وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے اور امّت کے لئے راہنمائیاں مہیّا کی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے مکالمہ مخاطبہ جاری ہے اور وحی والہام کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ ہم ان کے حوالوں کے ساتھ کچھ گزارشات اور حقائق ہدیۂ قارئین کریں گے اور مستند اسلامی کتب سے ثابت کریں گے کہ مأمورِ زمانہ مسیح زماں ومہدئ دوراں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچ فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادتیں پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآنی وعدوں کے تحت اور رسول اللہ ﷺ

کی پیشگوئیوں کے مطابق بطور مسیح موعود و مہدیٔ معہود مبعوث فرمایا۔اس نے آپؑ کو اسی طرح چن لیا جس طرح اس نے پہلے انبیاء علیہم السلام کو چنا تھا۔اس نے آپؑ کو شرفِ مکالمہ و مخاطبہ سے سرفراز فرمایا اور وہ آپؑ سے اسی طرح ہمکلام ہوا جس طرح وہ پہلے مرسلین علیہم السلام سے ہوتا آیا تھا۔آپؑ پر بھی انبیائے گزشتہ کی مانند روح القدس کا نزول ہوا۔فرق صرف یہ تھا کہ آپؑ کی وحی والہام اور آپؑ کا منصب و مقام رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع،فیضِ کامل اور آپ ﷺ کی قوّتِ قدسیہ کی تأثیر کے راستے تھا اور اسی کے تحت تھا۔رسول اللہ ﷺ کی اس تاثیر روحانی کے جلوہ کی وجہ سے آپؑ کی وحی ایک امتیازی شان کی حامل تھی۔آپؑ سے اللہ تعالیٰ کا الہام و کلام کتاب ’’تذکرہ‘‘ میں محفوظ ہے۔عملاً اور واقعتہً یہ کتاب ان لوگوں کا جواب بھی ہے جو ایسے منافیٔ اسلام عقیدے رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد درِ وحی والہام مقفل کر دیا ہے۔انہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بعض خشک ملاؤں کو یہاں تک انکار میں غلوّ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ ہی بند ہے اور اس بدقسمت امّت کے یہ نصیب ہی نہیں کہ یہ نعمت حاصل کر کے اپنے ایمان کو کامل کرے اور پھر کشش ایمانی سے اعمال صالحہ کو بجالاوے۔

ایسے خیالات کا یہ جواب ہے کہ اگر یہ امت درحقیقت ایسی ہی بد بخت اور اندھی اور شرّ الامم ہے تو خدا نے کیوں اس کا نام خیر الامم رکھا بلکہ سچ بات یہ ہے کہ وہی لوگ احمق اور نادان ہیں کہ جو ایسے خیالات رکھتے ہیں ورنہ جس طرح خدا تعالیٰ نے اِس امّت کو وہ دُعا سکھلائی ہے جو سورۃ

فاتحہ میں ہے۔ساتھ ہی اُس نے یہ ارادہ بھی فرمایا ہے کہ اس امّت کو وہ نعمت عطا بھی کرے جو نبیوں کو دی گئی تھی یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جو سرچشمہ تمام نعمتوں کا ہے۔کیا خدا تعالیٰ نے وہ دُعا سکھلا کر صرف دھوکا ہی دیا ہے اور ایسی ناکارہ اور ذلیل امّت میں کیا خیر ہو سکتی ہے جو بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی گئی گزری ہے۔

ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ کی ماں اور حضرت عیسیٰ ؑ کی ماں دونوں عورتیں تھیں اور بقول ہمارے مخالفین کے نبیّہ نہیں تھیں تاہم خدا تعالیٰ کے یقینی مکالمات اور مخاطبات ان کو نصیب تھے اور اب اگر اس امت کا ایک شخص اس قدر طہارتِ نفس میں کامل ہو کہ ابراہیمؑ کا دل پیدا کر لے اور اتنا خدا تعالیٰ کا تابعدار ہو جو تمام نفسانی چولا پھینک دے اور اتنا خدا تعالیٰ کی محبت میں محو ہو کہ اپنے وجود سے فنا ہو جائے تب بھی وہ باوجود اس قدر تبدیلی کے موسیٰؑ کی ماں کی طرح بھی وحی الٰہی نہیں پا سکتا کیا کوئی عقلمند خدا تعالیٰ کی طرف ایسا بخل منسوب کر سکتا ہے۔اب ہم بجز اس کے کیا کہیں کہ لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔

اصل بات یہ ہے کہ جب ایسے لوگ سراسر دنیا کے کیڑے ہو گئے اور اسلام کا شعار صرف پگڑی اور داڑھی اور ختنہ اور زبان سے چند اقرار اور رسمی نماز روزہ رہ گیا تو خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مسخ کر دیا اور ہزارہا تاریکی کے پردے آنکھوں کے آگے آ گئے اور دل مر گئے اور کوئی زندہ نمونہ روحانی حیات کا اُن کے ہاتھ میں نہ رہا ناچار ان کو مکالماتِ الٰہیہ سے انکار کرنا

پڑا اور یہ انکار درحقیقت اسلام سے انکار ہے لیکن چونکہ دل مر چکے ہیں اس لئے یہ لوگ محسوس نہیں کرتے کہ ہم کس حالت میں پڑے ہیں۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 311-310)

تاریخِ انبیاءؑ کے ایک سرسری سے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جب بھی مکفرّین نے نبیوں کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنا ناتا توڑ دیا۔ وہ خواہ اس سے پہلے کیسے ہی بڑے مذہبی رہنما و پیشوا تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکرین سے اللہ تعالیٰ نے اپنا ناتا کاٹ کر آپؑ کے حواریوں سے رشتۂ وحی والہام جوڑ لیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپؐ کے مخالف خواہ عیسائی تھے، یہودی تھے یا مشرک، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اپنے سے دور کر دیا اور صرف آپؐ کے صحابہؓ سے راضی ہو گیا (رضی اللہ عنہم)۔ یہ سنّتِ انبیاءؑ اس موجودہ دور میں پھر دوہرائی گئی۔ چنانچہ آئندہ صفحات یہ شہادت دیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ تک امّت میں ملہم من اللہ موجود تھے۔ پھر یہ عجیب واقعہ رونما ہوا کہ صرف وہ لوگ جو آپؑ پر ایمان لائے، اللہ تعالیٰ ان سے تو ہمکلام ہونے لگا اور وہ جنہوں نے آپؑ کی تکذیب کی ان سے اپنا رشتہ توڑ دیا۔ کیونکہ انہوں نے اس کے مامور کو ردّ کر کے خود اپنے ہاتھ سے یہ دروازہ بند کرنے کی جسارت کی تھی۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ناقابلِ تردید اور عملی شہادت ہے کہ جس پر زمانہ خود شاہد ہے، اور جس پر بذاتِ خود مکذّبین کا عقیدہ کہ ’’اب وحی والہام کا سلسلہ بند ہے‘‘ گواہ ہے۔ یہ حقیقت ایسی ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی مہرِ تصدیق جلی طور پر ثبت ہے۔

1: وحی والہام ازروئے لغت

(ا) قرآن مجید کی سب سے مستند لغت مُـفـردات (تصنیف امام راغب اصفہانیؒ) میں زیرِ لفظ 'وحی' لکھا ہے:

''اَصلُ الْـوَحیِ اَلِاْ شَـارَۃُ السَّرِیُعَۃُ وَلِتَضَمُّنِ السُّرُعَۃِ قِیلَ اَمُرٌ وَحُیٌ وَ ذٰلِكَ یَـكُوُنُ بِالْكَلَامِ عَلٰی سَبِیُلِ الرَّمُزِ وَالتَّعُرِیضِ وَقَدُ یَكُونُ بِصَوُتٍ مُجَرَّدٍ عَنِ التَّرُكِیُبِ وَبِاِشَارَۃٍ بِبَعُضِ الُجَوارِحِ وَ بِالُكِتَابَۃِ۔

وَیَـقَـالُ لِـلُكَلِمَۃِ اِلاُ لٰھِیَّۃِ الَّتِیُ تُلُقیٰ اِلیٰ اَنُبِیَاءِہٖ وَ اَوُلِیَاءِہٖ وَحُیٌ ۔'' یعنی وحی کے اصل معنی جلدی اشارہ کے ہیں اور چونکہ اس لفظ میں ''جلدی'' ''سرعت'' کے معنی پائے جاتے ہیں اس لیے کہا جاتا ہے۔ اَمُرٌ وَحُیٌ اور یہ وحی کبھی کلام کے ذریعہ بطور اشارہ اور تعریض کے ہوتی ہے اور کبھی ایسی آواز کے ذریعہ ہوتی ہے جو مرکّب الفاظ سے خالی ہو اور کبھی بعض جوارح (اعضاء) کے اشارہ کے ذریعہ ہوتی ہے اور کبھی کتابت کے ذریعہ۔ اور وہ الٰہی کلام کو بھی جو خدا تعالیٰ کے انبیاء اور اولیاء کی طرف پہنچایا جائے وحی کہلاتا ہے۔

حدیث کی مشہور لغت نہایہ، ابن الاثیر الجزری میں لکھا ہے:

''وَقَـدُ تَـكَـرَّ رَ ذِكـرُ الُوَ حُیِ فِي الُحَدِیُثِ وَیَقَعُ عَلَی الُكِتَابَۃِ وَالُاِشَارَۃِ وَالرِّسَالَۃِ والِالُھَامِ وَالُكَلَامِ الُخَفِیّ''

کہ لفظِ وحی حدیث میں بتکرار آیا اور کتابت، اشارہ، پیغام، الہام اور مخفی کلام کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔'' یہی معنی کتاب مجمع بحارالانوار میں بھی مذکور ہیں۔ نیز ملاحظہ ہو اَلشِّفَاءُ بِتَعُرِیُفِ حُقُوقِ الُمُصطَفٰی ﷺ جزء 1 صفحہ 191۔

لغت کی مشہور کتاب المنجد میں ہے:(وَحیٰ یَحِیُ وَحیاً) اِلیٰ فُلَانٍ: اَشَارَ اِلَیہِ: اس کی طرف اشارہ کیا۔اَرسَلَ اِلَیہِ رَسُولًا: اس کی طرف پیغامبر(ایلچی) بھیجا۔ وَحی اِلَیہِ اَوْ وَحی اِلَیہ کَلَامًا : کَلَّمَہٗ سِرًّا اَوْ کَلَّمَہٗ بِمَا یُخفِیہِ عَنْ غَیرِہٖ کہ اس سے پوشیدہ پوشیدہ کلام کیا، یا اس سے ایسی بات کی جو دوسرے سے مخفی رکھی جائے۔وَحی اللّٰہُ فِیْ قَلْبِہٖ کَذَا : اَلْھَمَہٗ اِیَّاہُ :اللہ نے اسے الہام کیا۔اس کے دل میں کچھ ڈالا۔

وَحی الْکِتَابَ : کَتَبَہٗ: کتاب کو لکھا۔ وَحَّی الذَّبِیْحَۃَ :ذَبَحَھَا بِسُرْعَۃٍ :اسے جلدی سے ذبح کیا۔ان حوالہ جات سے وحی کے لغوی معنے واضح ہو جاتے ہیں کہ ایسا کلام جس میں سرعت، اخفاء، راز و نیاز دل میں کوئی خیال ڈالنے کے ہیں اور جہانتک اصطلاحِ شرع میں وحی کے معنوں کا تعلق ہے تو اس سے مراد وہ کلام الٰہی ہے جو انبیاءؑ اور اولیاءؒ پر اتارا جاتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”الہام ایک القاء غیبی ہے کہ جس کا حصول کسی طرح کی سوچ اور تردّد اور تفکّر اور تدبّر پر موقوف نہیں ہوتا اور ایک واضح اور منکشف احساس ہے کہ جیسے سامع کو متکلم سے یا مضروب کو ضارب سے یا ملموس کو لامس سے ہو محسوس ہوتا ہے اور اس سے نفس کو مثل حرکات فکریہ کے کوئی الم روحانی نہیں پہنچتا بلکہ جیسے عاشق اپنے معشوق کی رویت سے بلا تکلّف انشراح اور انبساط پاتا ہے ویسا ہی روح کو الہام سے ایک ازلی اور قدیمی رابطہ ہے کہ جس سے روح لذّت اٹھاتا ہے۔غرض یہ ایک منجانب اللہ اعلام لذیذ ہے کہ جس کو نفث فی الرّوع اور وحی بھی کہتے ہیں۔“

(پرانی تحریریں۔روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 20)

❁❁❁❁❁

2: نزولِ وحی کا طریق

نزول وحی کے طریق کی بابت خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْياً أَوْ مِن وَرَاء حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولاً فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ٥ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحاً مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِن جَعَلْنَاهُ نُوراً نَّهْدِي بِهِ مَنْ نَّشَاء مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ٥(سورۃ الشوریٰ:52،53)

کہ اللہ تعالیٰ کسی بشر سے کلام نہیں کرتا مگر بذریعہ وحی یا پسِ پردہ یا وہ بھیجتا ہے کوئی ایلچی (فرشتہ) جو اس کے اذن کے مطابق وحی کرتا ہے جو خدا چاہتا ہے یقیناً اللہ بہت بلند اور حکمت والا ہے۔ اس آیت شریفہ میں وحی کے نزول کے تین بڑے طریق بیان کئے گئے ہیں۔

اوّل: وَحْیًا، اس کے ماتحت تفسیر (الجلالین) میں لکھا ہے۔ فِی الْمَنَامِ اَوْ بِالْاِلْهَامِ۔ کہ وحی سے مراد وہ کلام الٰہی ہے جو خواب میں نازل ہو یا بذریعہ الہام (جاگتے میں)۔ اپنی تفسیر جامع البیان میں علامہ معین بن صفیؒ 'وَحیاً' کے تحت لکھتے ہیں: وَهُوَ الْاِلْهَامُ اَوِ الْمَنَامُ: کہ وحی سے مراد یا الہام ہے یا پھر وہ کلام جو خواب میں نازل ہوتا ہے۔

حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ وَحیاً سے مراد ہے

''وَهُوَ الْاِلْهَامُ وَالْقَذْفُ فِي الْقَلْبِ اَوِ الْمَنَامِ''

(التفسیر الکبیر۔ سورۃ الشوریٰ۔ زیر آیت ''وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ جلد 27 صفحہ 160)

کہ وحی سے مراد، الہام اور بات کا دل میں ڈالنا یا خواب میں علم حاصل ہونا۔

ظاہر ہے کہ رؤیا صادقہ وحی کی ایک قسم ہے اور حدیث نبویؐ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وحی کا آغاز رؤیائے صادقہ سے شروع ہوا تھا۔ پس 'وَحۡیًا' کے متعلق ان تحریروں سے واضح طور پر ان لوگوں کے وہم کا ازالہ ہو جاتا ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ الہام یا خواب، وحی میں شامل نہیں۔

دوسرا طریق: مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ پس پردہ کلام کا ہے۔

تیسرا طریق: یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا کہ خدا تعالیٰ فرشتہ کو بھیجے اور وہ آ کر رسول یا ولی کو خدا تعالیٰ کا کلام پہنچائے۔

حضرت امام رازی رحمہ اللہ نے ان تینوں طریقوں کو یوں بیان فرمایا ہے:

" وُصُوۡلُ الۡوَحِیُ مِنَ اللّٰہِ اِلَی الۡبَشَرِ اِمَّا اَنۡ یَکُوۡنَ مِنۡ غَیۡرِ وَاسِطَۃِ مُبَلِّغٍ اَوۡ یَکُوۡنُ بِوَاسِطَۃِ مُبَلِّغٍ ------ اَمَّا الۡاَوَّلُ وَھُوَ اَنَّہٗ وَصَلَ اِلَیۡہِ الۡوَحۡیُ لَا بِوَاسِطَۃِ شَخۡصٍ اٰخَرَ وَمَا سَمِعَ عَیۡنَ کَلَامِ اللّٰہِ فَھُوَ الۡمُرَادُ بِقَوۡلِہٖ اِلَّا وَحۡیًا وَ اَمَّا الثَّانِیُ وَھُوَ اَنَّہٗ وَصَلَ اِلَیۡہِ الۡوَحۡیُ لَا بِوَاسِطَۃِ شَخۡصٍ اٰخَرَ وَ لٰکِنَّہٗ سَمِعَ عَیۡنَ کَلَامِ اللّٰہِ فَھُوَالۡمُرَادُ مِنۡ قَوۡلِہٖ اَوۡ مِنۡ وَرَاءِ حِجَابٍ وَ اَمَّا الثَّالِثُ وَھُوَ اَنَّہٗ وَصَلَ اِلَیۡہِ بِوَاسِطَۃِ شَخۡصٍ اٰخَرَ فَھُوَ الۡمُرَادُ بِقَوۡلِہٖ اَوۡ یرسل رَسُوۡلًا فَیُوۡحِیَ بِاِذۡنِہٖ۔"

(التفسیر الکبیر۔ سورۃ الشوریٰ۔ زیر آیت ''وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُکَلِّمَہُ اللّٰہُ جلد 27 صفحہ 160)

یعنی خدا تعالیٰ کی وحی کسی انسان تک یا تو بغیر کسی مبلغ کے پہنچتی ہے یا کسی مبلغ (پہنچانے والے فرشتے) کے ذریعہ۔

اگر تو وہ وحی بغیر کسی مبلّغ (فرشتے) کے پہنچے اور وہ شخص الفاظ الٰہی بھی نہ سنے تو وہ وحی کہلائے گی۔

اوراگروہ وحی کسی مبلّغ کے بغیر پہنچے، لیکن اس میں خدا کے الفاظ سنے تو وہ مِـــنْ وَرَاءِ حِجَابٍ میں داخل ہوگی۔

اوراگروہ لفظی وحی کسی مبلّغ (فرشتے) کے ذریعہ پہنچے تو وہ یُرْسِلَ رَسُوْلًا کی شق میں شامل ہوگی۔

آخر میں حضرت امام رازیؒ ایک انتہائی اہم بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”وَاعْلَمْ اَنَّ کُلَّ وَاحِدٍ مِنْ ھٰذِہِ الْاَقْسَامِ الثَّلٰثَةِ وَحْیٌ اِلَّا اَنَّہٗ تَعَالٰی خَصَّصَ الْقِسْمَ الْاَوَّلَ بِاسْمِ الْوَحْيِ لِاَنَّ مَا یَقَعُ فِی الْقَلْبِ عَلیٰ سَبِیْلِ الْاِلْھَامِ فَھُوَ یَقَعُ دَفْعَةً فَکَانَ تَخْصِیْصُ لَفْظِ الْوَحْيِ بِہٖ اَوْلٰی“ (ایضاً)

یعنی معلوم ہونا چاہئے کہ یہ تینوں قسم کا کلام وحی کہلاتا ہے، لیکن خدا تعالیٰ نے صرف پہلی قسم کو وحی قرار دیا ہے کیونکہ جو کلام بذریعہ الہام آتا ہے وہ دفعۃً دل میں پڑتا ہے ،اس لئے اسے بالخصوص وحی کا نام دینا زیادہ مناسب ہے (یعنی اسے اس کے لغوی معنوں سے زیادہ مناسبت ہے)

قریباً یہی مضمون تفسیر الخازن (جزء 6 صفحہ 107)، تفسیر ابن کثیر (جلد 4 صفحہ 121، 122) اور تفسیر الصاوی وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

انبیاء کے تابعین بطریقِ الہام جو علوم اللہ تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں وہ الہام بھی وحی ہی کی قسم ہے۔ بلکہ الہام کا لفظ وحی کے مقابل صرف غلط فہمی سے بچانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ اُسے وحی تشریعی نہ سمجھ لیا جائے۔ حقیقت میں یہ الہام، وحی غیر تشریعی ہی ہوتا ہے۔ خواہ وہ علومِ شریعت یعنی اوامر و نواہی پر ہی مشتمل ہو یا امورِ غیبیہ پر۔

الہام اور وحی کلامِ الٰہی کے دو نام ہیں: اس سلسلہ میں حضرت سیّد اسمٰعیل شہید فرماتے ہیں:

"باید دانست از انجملہ الہام است ہمیں الہام کہ بانبیاء اللہ ثابت است آنرا وحی گویند و اگر بغیر ایشاں ثابت میشود اُو را تحدیث مے گویند و گاہے درکتاب اللہ مطلق الہام خواہ بانبیاء ثابت مے شود خواہ باولیاء اللہ وحی نامند۔" (منصبِ امامت صفحہ 13)

یعنی خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک الہام بھی ہے۔ وہ الہام جو انبیاء کو ہوتا ہے، اسے وحی کہتے ہیں اور یہی جو الہام غیر انبیاء کو ہوتا ہے، اسے تحدیث کہتے ہیں۔ کبھی مطلق الہام کو خواہ انبیاءؑ کو ہو یا اولیاء (یعنی غیر انبیاءؑ) کو، قرآن مجید کی رُو سے وحی کہتے ہیں۔

3 : وحی کی قسمیں

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشوریٰ کی زیرِ بحث مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں بنیادی طور پر وحی کی تین اقسام یا اس کے نزول کے تین طریق بیان فرمائے ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ پر نزولِ وحی کے اطوار کو مدّ نظر رکھتے ہوئے حضرت حافظ ابن القیمؒ اپنی کتاب زادالمعاد جلد1 صفحہ 84 (دارالکتب العلمیّہ ایڈیشن 2002ء) پر وحی کے مفصّل مراتب بیان فرماتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

”وَكَمَّلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ مَرَاتِبِ الْوَحْيِ مَرَاتِبَ عَدِيْدَةً:

(اِحدٰها) الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ وَ كَانَتْ مَبْدَأً وَحْيِهٖ صلى الله عليه وسلم وَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيًا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ۔

(اَلثَّانِيَةُ) مَا كَانَ يُلْقِيْهِ الْمَلَكُ فِيْ رُوْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّرَاهُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رُوْعِيْ اَنَّهٗ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰه وَاَجْمِلُوْا فِى الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اِسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ عَلٰى اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَاِنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ لَا يُنَالُ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ۔

(اَلثَّالِثَةُ) اِنَّهٗ ﷺ كَانَ يَتَمَثَّلُ لَهُ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُخَاطِبُهٗ حَتّٰى يَعِيَ عِنْهُ مَا يَقُوْلُ لَهٗ وَفِيْ هٰذِهِ الرُّتْبَةِ كَانَ يَرَاهُ الصَّحَابَةُ اَحْيَانًا۔

(اَلرَّابِعَةُ) اِنَّهٗ كَانَ يَاْتِيْهِ فِيْ مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَ كَانَ اَشَدَّهٗ عَلَيْهِ فَيَلْتَبِسُ بِهِ الْمَلَكُ حَتّٰى اِنَّ جَبِيْنَهٗ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا فِى الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ وَحَتّٰى اِنَّ رَاحِلَتَهٗ لَتَبْرُكُ بِهٖ اِلَى الْاَرْضِ اِذَا كَانَ رَاكِبَهَا وَلَقَدْ جَاءَهُ الْوَحْيُ مَرَّةً كَذٰلِكَ وَ

فَخِذُهٗ عَلٰی فَخِذِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَثَقلَتْ عَلَیْهِ حَتّٰی کَادَتْ تَرُضُّهَا۔

(**اَلْخَامِسَةُ**) اِنَّـهٗ یَرَی الْمَلَكَ فِیْ صُوْرَتِهِ الَّتِیْ خُلِقَ عَلَیْهَا فَیُوْحِیْ اِلَیْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یُّوْحِیَهٗ وَهٰذَا وَقَعَ لَهٗ مَرَّتَیْنِ کَمَا ذَکَرَ اللّٰهُ ذٰلِكَ فِیْ سُوْرَةِ النَّجْمِ۔

(**اَلسَّادِسَةُ**) مَـا اَوْحَـاهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ وَهُوَ فَوْقَ السَّمٰوٰتِ لَیْلَةَ الْمِعْرَاجِ مِنْ فَرْضِ الصَّلٰوةِ وَ غَیْرِهَا۔

(**اَلسَّابِعَةُ**) کَلَامُ اللّٰهِ لَهٗ مِنْهُ اِلَیْهِ بِلَا وَاسِطَةِ مَلَكٍ کَمَا کَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی بْنَ عِـمْـرَانَ وَ هٰذِهِ الْمَرْتَبَةُ هِیَ ثَابِتَةٌ لِمُوْسٰی قَطْعًا بِنَصِّ الْقُرْاٰنِ وَ ثُبُوْتُهَا لِنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِیْ حَدِیْثِ الْاِسْرَاءِ وَقَدْ زَادَ بَعْضُهُمْ۔

(**الثَّامِنَةُ**) وَهِـیَ تَکْلِیْمُ اللّٰهِ لَهٗ کِفَاحًا مِنْ غَیْرِ حِجَابٍ وَهٰذَا عَلٰی مَذْهَبِ مَـنْ یَّقُوْلُ اِنَّهٗ صلی الله علیه وسلم رَاٰی رَبَّهٗ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی وَ هِیَ مَسْئَلَةُ خِلَافٍ بَیْـنَ السَّـلْفِ وَالْـخَـلَفِ وَ اِنْ کَـانَ جَمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ بَلْ کُلُّهُمْ مَعَ عَائِشَةَ کَمَا حَکَاهُ عُثْمَانُ بْنُ سَعِیْدٍ الدَّارِمِیُّ اِجْمَاعًا لِلصَّحَابَةِ۔"

کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے تمام مراتب نبی کریم ﷺ پر مکمل کردیئے تھے۔یعنی

(**اوّل**) سچی خواب۔یہی حضور ﷺ کے لئے وحی کا ابتدا تھی اور جو رؤیا بھی آپؐ دیکھتے وہ نمایاں طور پر پوری ہو جاتی۔

(**دوم**) وہ وحی جو فرشتہ رسول اللہ ﷺ کے دل میں ڈال دیتا تھا، لیکن آپؐ اس فرشتہ کو دیکھتے نہیں تھے۔جیسا کہ آپؐ نے فرمایا کہ روح القدس نے آپؐ کے دل میں ڈالا ہے کہ کوئی شخص نہ مرے گا جب تک کہ وہ اپنا پورا رزق حاصل نہ کرلے۔پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خوب محنت کرو اور اگر رزق ملنے میں کچھ دیر بھی ہو تو اس وجہ سے خدا کی نافرمانی نہ

کرنا کیونکہ جو چیز خدا کے پاس ہے وہ اس کی طاعت و فرمانبرداری سے ہی ملتی ہے۔

(سوم) نبی کریم ﷺ کے سامنے فرشتہ ایک آدمی کی شکل میں متمثّل ہو جاتا تھا اور آپ سے باتیں کرتا تھا اور جو وہ کہتا تھا اسے نبی آپؐ یاد کر لیتے تھے، اس صورت میں بعض اوقات صحابہؓ بھی فرشتہ کو دیکھ لیتے تھے۔

(چہارم) وہ وحی گھنٹی کی آواز میں آنحضرت ﷺ تک پہنچتی تھی اور یہ سخت ترین وحی ہوتی تھی اور اس میں فرشتہ بھی آپؐ کے ساتھ شریک ہوتا تھا، اسکی سختی کی وجہ سے سردی کے دن بھی آپؐ کے منہ پر پسینہ چھوٹ جاتا تھا اور اگر آپؐ سوار ہوتے تو اونٹنی بوجھ محسوس کر کے زمین پر بیٹھ جاتی تھی۔ ایک دفعہ جب آپؐ پر وحی نازل ہوئی تو آپؐ کی ران زید بن ثابتؓ کی ران پر تھی اور زید نے اس قدر بوجھ محسوس کیا کہ جیسے وہ بوجھ ان کی ران توڑ دے گا۔

(پنجم) حضور ﷺ کبھی فرشتہ کو اس کی اصل شکل میں دیکھتے تھے اور جو کچھ خدا تعالیٰ چاہتا تھا وہ اس کی وحی آپؐ تک پہنچا دیتا تھا۔ ایسا موقع صرف دو دفعہ پیش آیا جیسا کہ سورۃ النجم میں بیان ہوا ہے۔

(ششم) وہ وحی جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر معراج کی رات نماز وغیرہ کی فرضیت کے متعلق اتاری تھی۔

(ہفتم) خدا تعالیٰ کا وہ کلام جو کسی فرشتہ کی وساطت کے بغیر آنحضرت ﷺ تک پہنچا۔ جیسے کہ اس نے موسیٰ بن عمران سے کلام کیا تھا اور یہ مرتبہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے قرآن مجید کی نص سے ثابت ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے اسراء کی رات کو واقع ہوا تھا۔

(ہشتم) خدا تعالیٰ کا بغیر حجاب آمنے سامنے ہو کر آنحضرت ﷺ سے کلام کرنا۔ یہ

وحی اس گروہ کے خیال کے مطابق ہوئی جو یہ مانتا ہے کہ آپؐ نے جاگتے ہوئے خدا تعالیٰ کو دیکھا تھا اور خدا تعالیٰ کو جاگتے دیکھنے کا یہ مسئلہ سلف وخلف کے نزدیک مختلف فیہ ہے۔گو جمہور صحابہؓ بلکہ تمام کے تمام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہیں جیسا کہ عثمان بن سعید دارمی نے اسے اجماع قرار دیا ہے۔(کہ نبی کریم ﷺ نے خدا تعالیٰ کو عالمِ بیداری میں کبھی ان جسمانی آنکھوں سے نہیں دیکھا)۔

مفردات میں امام راغب فرماتے ہیں:" فَالْاِلْهَام وَالتَّسْخِيْرُ وَالْمَنَامُ دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُهٗ اِلَّا وَحْياً وَ سَمَاعُ الْكَلَامِ دَلَّ عَلَيْهِ اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ وَتَبْلِيْغُ جِبْرِيْل فِیْ صُوْرَةٍ مَعَيَّنَةٍ دَلَّ عَلَيْهِ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا۔"

"یعنی وَحیاً میں الہام، تسخیر اور خواب والی وحی شامل ہے۔

مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ میں وہ وحی شامل ہے جس میں صرف کلام الٰہی سنائی دے۔

یُرسِلَ رَسُولاً میں وہ وحی جس میں فرشتے کا واسطہ ہو اور اس کے ذریعہ پہنچے۔

اس طرح وہ مذکورہ بالا آٹھ قسم کی وحی ان تین طریق سے ملہم تک پہنچ جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے تجربہ کی بنیاد پر نزولِ وحی کے طریق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بعض دفعہ وحی اس طرح پر نازل ہوتی ہے کہ کوئی کاغذ یا پتھر وغیرہ دکھایا جاتا ہے جس پر کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے۔" (ملفوظات جلد 8 صفحہ 7)

پھر اس سوال کے جواب میں کہ وحی کس طرح ہوتی ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"کئی طریق ہیں۔ بعض دفعہ دل میں ایک گونج پیدا ہوتی ہے کوئی آواز نہیں ہوتی۔ پھر اس کے ساتھ ایک شگفتگی پیدا ہوتی ہے اور بعض دفعہ

تیزی اور شوکت کے ساتھ ایک لذیذ کلام زبان پر جاری ہوتا ہے جو کسی فکر، تدبّر اور وہم و خیال کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کے نشانات ہزاروں ہیں۔ اگر کوئی چاہے تو اب بھی کم از کم چالیس روز ہمارے پاس رہے اور نشان دیکھ لے۔ صادق اور کاذب میں خدا تعالیٰ فرق کر دیتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 196)

خواب (رؤیا)، کشف اور وحی میں فرق

اوپر حضرت حافظ ابن قیّمؒ اور حضرت امام راغبؒ کی تحریرات میں رؤیا اور خواب کو بھی وحی کی ایک قسم قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح کشف بھی ایک حقیقت ہے جو رؤیا کی ایک اعلیٰ قسم ہے۔ ان میں اور وحی میں فرق کیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

''کشف کیا ہے؟ یہ رؤیا کا ایک اعلیٰ مقام اور مرتبہ ہے۔ اس کی ابتدائی حالت کہ جس میں غَیبتِ حسّ ہوتی ہے، صرف اس کو خواب (رؤیا) کہتے ہیں۔ جسم بالکل معطل بیکار ہوتا ہے اور حواس کا ظاہری فعل بالکل ساکت ہوتا ہے۔ لیکن کشف میں دوسرے حواس کی غَیبت نہیں ہوتی۔ بیداری کے عالم میں انسان وہ کچھ دیکھتا ہے جو کہ وہ نیند کی حالت میں حواس کے معطل ہونے کے عالم میں دیکھتا تھا۔ کشف اسے کہتے ہیں کہ انسان پر بیداری کے عالم میں ایک ایسی ربودگی طاری ہو کہ وہ سب کچھ جانتا بھی ہو اور حواسِ خمسہ اس کے کام بھی کر رہے ہوں اور ایک ایسی ہوا چلے کہ نئے حواس اسے مل جاویں جن سے وہ عالمِ غیب کے نظارے دیکھ لے۔ وہ حواس مختلف طور سے ملتے ہیں۔ کبھی بصر میں، کبھی شامّہ سونگھنے

میں ،کبھی سمع میں ۔شامّہ میں اس طرح جیسے کہ حضرت یوسفؑ کے والد نے کہا اِنّـِیُ لَاَجِدُ رِیُحَ یُوسُفَ لَوُلَا اَنُ تُفَنِّدُوُنِ (سورہ یوسف:95۔کہ مجھے یوسف کی خوشبو آتی ہے۔اگر تم یہ نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا)اس سے مراد وہی نئے حواس ہیں جو کہ یعقوبؑ کو اس وقت حاصل ہوئے اور انہوں نے معلوم کیا کہ یوسفؑ زندہ موجود ہے اور ملنے والا ہے۔اس خوشبو کو دوسرے پاس والے نہ سونگھ سکے کیونکہ ان کو وہ حواس نہ ملے تھے جو کہ یعقوبؑ کو ملے ۔جیسے گُڑ سے شکّر بنتی ہے اور شکّر سے کھانڈ اور کھانڈ سے اور دوسری شیرینیاں لطیف در لطیف بنتی ہیں۔ایسے ہی رؤیا کی حالت ترقی کرتی کرتی کشف کا رنگ اختیار کرتی ہے اور جب وہ بہت صفائی پر آجاوے تو اس کا نام کشف ہوتا ہے۔

لیکن وحی ایسی شئے ہے جو کہ اس سے بدرجہا بڑھ کر صاف ہے اور اس کے حاصل ہونے کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔کشف تو ایک ہندو کو بھی ہوسکتا ہے۔بلکہ ایک دہریہ بھی جو خدا تعالیٰ کو نہ مانتا ہو وہ بھی اس میں کچھ نہ کچھ کمال حاصل کر لیتا ہے۔لیکن وحی سوائے مسلمان کے دوسرے کو نہیں ہوسکتی۔یہ اسی امّت کا حصہ ہے۔کیونکہ کشف تو ایک فطرتی خاصہ انسان کا ہے اور ریاضت سے حاصل ہوسکتا ہے خواہ کوئی کرے۔کیونکہ فطرتی امر ہے۔جیسے جیسے کوئی اس میں مشق اور محنت کرے گا ویسے ویسے اس پر اس کی حالتیں طاری ہوں گی اور ہر ایک نیک و بد کو رؤیا کا ہونا اس امر پر دلیل ہے۔دیکھا ہوگا کہ سچی خوابیں بعض فاسق و فاجر لوگوں کو بھی آجاتی

ہیں۔پس جیسے ان کو سچی خوابیں آتی ہیں ویسے ہی زیادہ مشق سے کشف بھی ان کو ہو سکتے ہیں حتّٰی کہ حیوان بھی صاحبِ کشف ہوسکتا ہے لیکن الہام یعنی وحیٔ الٰہی ایسی شئے ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ سے پوری صلح نہ ہو اور اس کی اطاعت کے لئے اس نے گردن نہ رکھ دی ہو تب تک وہ کسی کو حاصل نہیں ہوسکتی۔خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ (حٰمٓ السجدہ:31) یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔نزول وحی کا صرف ان کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مستقیم ہیں اور وہ صرف مسلمان ہی ہیں۔وحی ہی وہ شئے ہے کہ جس سے انا الموجود کی آواز کان میں آکر ہر ایک شک وشبہ سے ایمان کو نجات دیتی ہے اور بغیر جس کے مرتبہ یقینِ کامل کا انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا۔لیکن کشف میں یہ آواز کبھی نہیں سنائی دیتی اور یہی وجہ ہے کہ صاحبِ کشف ایک دہریہ بھی ہوسکتا ہے۔لیکن صاحبِ وحی کبھی دہریہ نہیں ہوگا۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 320 تا 322)

❁❁❁❁❁

4: ارکانِ وحی

علمائے اسلام نے وحی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس کے ارکان بھی بیان فرمائے ہیں۔مثلاً حضرت امام رازی رحمہ اللہ نے آیت کریمہ ''یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ'' کے تحت اپنی تفسیر میں وحی کے حسبِ ذیل پانچ رکن تحریر فرمائے ہیں۔

'' (فَاوَّلُھَا) الْمُرْسِلُ وَھُوَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی فَلِھٰذَا اَضَافَ اِلْقَاءَ الْوَحْیِ اِلٰی نَفْسِہٖ فَقَالَ یُلْقِیْ الرُّوْحَ (وَالرُّکْنُ الثَّانِیْ) اَلْاِرْسَالُ وَالْوَحْیُ وَھُوَالَّذِیْ سَمَّاہُ بِالرُّوْحِ (وَالرُّکْنُ الثَّالِثُ) اَنَّ وُصُوْلَ الْوَحْیِ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلَی الْاَنْبِیَاءِ لَا یُمْکِنُ اَنْ یَّکُوْنَ اِلَّا بِوَاسِطَۃِ الْمَلٰئِکَۃِ وَھُوَ الْمُشَارُ اِلَیْہِ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ بِقَوْلِہٖ مِنْ اَمْرِہٖ فَالرُّکْنُ الرُّوْحَانِیُّ یُسَمّٰی اَمْرًا۔(وَالرُّکْنُ الرَّابِعُ) اَلْاَنْبِیَاءُ الَّذِیْنَ یُلْقِی اللّٰہُ الْوَحْیَ اِلَیْھِمْ وَ ھُوَ الْمُشَارُ اِلَیْہِ بِقَوْلِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ(وَ الرُّکْنُ الْخَامِسُ) تَعْیِیْنُ الْغَرَضِ وَالْمَقْصُوْدِ الْاَصْلِیِّ مِنْ اِلْقَاءِ ھٰذَا الْوَحْی۔''

(التفسیر الکبیر جزء 27 صفحہ 40 زیر آیت یُلقی الرّوح من امرہٖ علٰی من یشاء۔سورۃ المومن)

(اوّل رکن) وحی بھیجنے والا۔اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اسی لئے اس نے وحی اُتارنے کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔فرمایا یُلْقِی الرُّوْحَ

(دوسرا رکن) وحی اُتارنا۔اور اسی کو 'روح' سے موسوم کیا گیا ہے۔

(تیسرا رکن) وحی الٰہی کا انبیاء تک پہنچنا ملائکہ کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔اسی کی طرف مِنْ اَمْرِہٖ میں اشارہ کیا گیا ہے اسی روحانی رکن کو اَمر کہا گیا ہے۔

(چوتھا رکن)   انبیاء ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ اپنی وحی نازل فرماتا ہے اسی امر کی طرف اشارہ ہے الفاظ عَلٰی مَنْ یَشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ میں۔

(پانچواں رکن) وحی کے اتارنے کی غرض اور اصل مقصود کی تعیین۔

اس بیان میں ''تیسرے رکن'' میں کہا گیا ہے کہ وحی الٰہی کا کسی تک پہنچنا فرشتہ کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ بظاہر یہ پچھلے بیان کے مخالف معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی نہ کوئی ذریعہ تو استعمال ہوتا ہی ہے جس سے وہ وحی بندے تک پہنچتی ہے۔ اس ذریعہ کو جو نام بھی دیا جائے، وہ ایک واسطہ تو ہے۔ خواہ وہ واسطہ ظاہری ہو یا روحانی، وہی ذریعہ یا واسطہ تیسرا رکن قرار پائے گا۔

5: وحی کی ضرورت واہمیّت

وحی کا فائدہ تو دراصل وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے جو اس مضمون کے شروع میں آپؑ کی مبارک تحریر میں درج کیا جا چکا ہے۔اسی طرح اس مضمون کے آخر میں آپؑ کے اشعار بھی پیش کئے جائیں گے جو وحی کی اہمیّت اور اس کی۔ یہاں ملاحظہ فرمائیں کہ امام رازیؒ کیا فرماتے ہیں:

"اِنَّ حَیَاۃَ الْاَرْوَاحِ بِالْمَعَارِفِ الْاِلٰھِیَّۃِ وَالْجَلَایَا الْقُدْسِیَّۃِ فَاِذَا کَانَ الْوَحْیُ سَبَبًا لِحُصُوْلِ ھٰذِہِ الْاَرْوَاحِ سُمِّیَ بِالرُّوْحِ فَاِنَّ الرُّوْحَ سَبَبٌ لِحُصُوْلِ الْحَیَاۃِ وَالْوَحْیُ سَبَبٌ لِحُصُوْلِ ھٰذِہِ الْحَیَاۃِ الرُّوْحَانِیَّۃِ"

(التفسیر الکبیر جزء 27 صفحہ 39 زیر آیت" یلقی الروح"سورۃ الشوریٰ)

کہ روحیں معارف الٰہیہ اور جلوہائے قدسیہ کے ذریعہ زندہ ہوتی ہیں پس چونکہ وحی کے ذریعہ روحوں کو زندگی حاصل ہوتی ہے اس لئے اسے روح کا نام دیا گیا ہے کیونکہ جیسے روح اس جسمانی زندگی کا سبب ہے۔وحی اس کی روحانی زندگی کا باعث ہے۔

یعنی وحی امّت کے لئے روح یعنی زندگی کی حیثیت رکھتی ہے۔دراصل نبی کی بعثت کی اغراض ہی وحی کے نزول کی اغراض ہیں،مثلاً نبی خدا تعالیٰ کی آیات اور معجزات اپنے ساتھ لاتا ہے تاکہ لوگوں کو ایمان اور یقین محکم حاصل ہو کہ ان کا ایک قادر خدا موجود ہے اور یہ آیات بذریعہ وحی ہی نازل ہوتی ہیں۔

"فَمَوْقِعُ الْاٰیَاتِ مِنَ الْاَدْیَانِ کَمَوْقِعِ الْاَرْزَاقِ مِنَ الْاَبْدَانِ فَالْاٰیَاتُ لِحَیَاۃِ الْاَدْیَانِ وَالْاَرْزَاقِ لِحَیَاۃِ الْاَبْدَانِ۔" (ایضاً۔صفحہ 38)

کہ دین میں آیات کی وہی حیثیت ہے جو بدن میں کھانے پینے کی ۔آیات دینی (روحانی) زندگی کے لئے ہیں اوررزق جسمانی زندگی کے لئے۔

علّامہ احمد الصاوی المالکی آیتِ کریمہ'' يُنَزِّلُ الْمَلٰئِكَةَ بِا لرُّوحِ '' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”و سُمِّىَ رُوحًا لِاَنَّ بِهٖ حَياةَ الْقُلُوبِ النَّشِئُ عَنهَا السَّعَادَةُ الْاَبَدِيَّةُ وَمَنْ حَادَ عَنهَا فَهُوَ هَالِكٌ كَمَا اَنَّ الرُّوحَ بِهَا حَياةُ الْاَجْسَامِ وَهِىَ بِدُونِهَا هَالِكَةٌ۔“ (حاشیہ الجلالین جزء2 صفحہ 265 سورۃ النحل آیت:3) کہ وحی کو روح کا نام دیا گیا ہے کیونکہ دلوں کو اسی کے ذریعہ وہ زندگی حاصل ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں سعادت ابدی ملتی ہے اور جو اس سے ہٹ گیا وہ تباہ و برباد ہوا جیسے کہ روح ہی سے اجسام کو زندگی ملتی ہے اوراس کے بغیر وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔''

اسی آیت کے متعلق امام رازی لکھتے ہیں: ''اِنَّ الْمُرَادَ مِنَ الرُّوحِ، اَلْوَحْىُ وَهُوَ كَلَامُ اللّٰهِ (التفسیر الکبیر جزء 19 صفحہ 175) کہ روح سے مراد وحی اور خدا کا کلام ہے۔''

آپؒ مزید لکھتے ہیں:''اَلْقُرانُ وَالْوَحْىُ بِهٖ تَكْمُلُ الْمَعَارِفُ الْاِلٰهِيَّةُ وَالْمُكَاشَفَاتُ الرَّبَّانِيَّةُ وَ هٰذِهِ الْمَعَارِفُ بِهَا يُشْرِقُ الْعَقْلُ وَ يَصْفُو وَ يَكْمُلُ ـــــ وَ عِندَ هٰذَا يَظْهِرُ اَنَّ الرُّوحَ الْحَقِيقِىُّ هُوَ الْوَحْىُ وَ الْقُرانُ۔“

(تفسیر سورۃ النحل آیت:3 ''ینزّل الملائکۃ بالرّوح'')

یعنی قرآن اور وحی کے ذریعہ ہی معارف الٰہیہ اور مکاشفات ربانیہ کامل ہوتے ہیں اور انہی معارف کے ذریعہ عقل روشن، صاف اور کامل ہوتی ہے۔تو واضح ہو گیا کہ روحِ حقیقی ہی دراصل وحی اور قران ہی ہے۔

خلاصہ یہ کہ جسے خدا تعالیٰ اپنا قرب بخشے اور اپنے مکالمہ ومخاطبہ سے نوازے وہ یقیناً ان لوگوں سے زیادہ افضل ہوگا جنہیں یہ باتیں نصیب نہیں بلکہ وہ اس سے استفادہ کر کے روحانی زندگی پاتے ہیں اور دوسرے لوگ ان کے مقابل پر بے روح یعنی مردہ تصور ہوتے ہیں۔امام رازیؒ فرماتے ہیں:

''وَ اِنَّ عِبَادَ اللّٰہِ الْکَامِلِیْنَ اَقْرَبُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ عِبَادِہٖ النَّاقِصِیْنَ وَ عِبَادَ اللّٰہِ الَّذِیْنَ کَلَّمَھُمُ اللّٰہُ وَ کَلَّمُوْہُ وَ اَرْسَلَھُمْ لِتَکْمِیْلِ عِبَادِہٖ فَکَمَّلُوْا اَقْرَبُ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرْسِلْھُمُ اللّٰہُ وَلَمْ یُکَمِّلُوْا۔''(التفسیر الکبیر جزء 7 صفحہ 685)

کہ خدا تعالیٰ کے کامل بندے ناقص لوگوں کی نسبت خدا سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اور وہ لوگ جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرے اور وہ اس سے کلام کریں اور وہ انہیں دوسرے لوگوں کی تکمیل کے لئے بھیجے پھر وہ ایسا کریں بھی تو وہ یقیناً خدا کے زیادہ قریب ہوں گے ان لوگوں کی نسبت جنہیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث نہیں فرمایا اور نہ وہ کامل ہوئے۔

ایسے لوگ جو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق رکھتے ہیں،اس سے شرفِ مکالمہ ومخاطبہ پاتے ہیں،اس کے جلال و جمال کا مشاہدہ کرتے ہیں،ان کا علم یقینی ہوتا ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔اس لئے وہ دنیا کو پکارتے ہیں کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور اسی لئے وہی اُولُو الْعِلْم کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں اور ان کی گواہی ہی ایسی گواہی ہوتی ہے جو سو فیصد سچی ہوتی ہے اور تائیدی نشان اپنے ساتھ رکھتی ہے۔

آیت ''اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا'' کے تحت امام رازیؒ لکھتے ہیں:

''شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰئِکَۃُ وَاُولُو الْعِلْمِ وَ ھُمُ الْاَنْبِیَاءُ عَلَیْھِمْ

السَّلَامُ الَّذِیْنَ اٰتَا ھُمُ اللّٰہُ عِلْمًا مِنْ عِنْدِہٖ وَ عَلَّمَھُمْ مَا لَمْ یَکُوْنُوْا یَعْلَمُوْنَ۔‘‘

(التفسیر الکبیر جزء 28 صفحہ :73 سورۃ الفتح)

کہ یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں نے اور اہل علم نے گواہی دی کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ،اس فرمان میں اہل علم سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے نوازا ہوتا ہے اور وہ کچھ سکھایا ہوتا ہے جن سے وہ واقف نہیں ہوتے۔

پس روحانیت میں خدا کے نزدیک ’’اہل علم‘‘ کہلانے کے اصل اور حقیقی مستحق انبیاء کرام ہی ہیں۔ وہی ہیں جو دنیا میں اعلان کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ ان کا خدا زندہ خدا ہے۔خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں بھی لوگوں کو یونہی نہیں چھوڑا بلکہ اپنی رحمت کا مظاہرہ فرمایا۔اس نے رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی ’’لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ ھٰؤُلَآءِ‘‘ (صحیح بخاری۔کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الجمعہ) کے مطابق اپنے ایک بندے کو بھیجا جس نے دنیا کو یہ اعلان کرتے ہوئے بلایا کہ:

’’ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت ﷺ سے تین ہزار سے زیادہ معجزات ہوئے ہیں اور پیشگوئیوں کا تو شمار نہیں۔مگر ہمیں ضرورت نہیں کہ ان گزشتہ معجزات کو پیش کریں بلکہ ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت ﷺ کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہوگئی اور معجزات نابود ہو گئے اور اُن کی اُمت خالی اور تہی دست ہے۔صرف قصّے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرت ﷺ کی وحی منقطع نہیں ہوئی۔اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملین امت جو شرفِ اتباع سے مشرّف ہیں ظہور میں آتے ہیں۔اسی وجہ

سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کے لئے یہی بندۂ حضرت عزّت موجود ہے اور اب تک میرے ہاتھ پر ہزار ہا نشان تصدیق رسول اللہ اور کتاب اللہ کے بارہ میں ظاہر ہو چکے ہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک مکالمہ سے قریباً ہر روز مَیں مشرّف ہوتا ہوں۔‘‘

(چشمہ مسیحی روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 351,350)

اللہ تعالیٰ کے اس بندے نے یہ بھی اعلان فرمایا:

’’خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا کی خاص تائید کے نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے، سو یہی ہو رہا ہے۔ قرآن شریف کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں اور لطائف و دقائق کلام ربّانی کھل رہے ہیں، نشان آسمانی اور خوارق ظہور میں آرہے ہیں اور اسلام کے حسنوں اور نوروں اور برکتوں کا خدا نئے سرے جلوہ دکھا رہا ہے۔ جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے اور جس میں سچا جوش ہے وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرّہ حُبّ اللہ اور رسول کریمؐ کی ہے وہ اُٹھے اور آزمائے اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل ہووے جس کی بنیادی اینٹ اس نے اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہے۔‘‘

(برکات الدّعا روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 24)

پھر وہ اپنے ربِّ کریم سے اپنے اسی عشق، محبت اور قرب کی وجہ سے ان الفاظ میں التجا کرتا ہے:

''اے میرے قادر خدا ! میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اُٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور مؤحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے، آمین۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 603)

یہ رسول اللہ ﷺ کے موعود فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ السلام ہیں جو اپنے ساتھ آسمانی نشان لے کر مبعوث ہوئے تا انسان کا رشتہ اس کے خالقِ حقیقی سے استوار کریں۔ جنہیں گو منکرین نے قبول نہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس موعود کی قبولیت کی تقدیر اپنے اس کلام میں ظاہر فرمائی کہ ''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا'' انشاء اللہ

اگر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے نہیں ہیں تو پھر اس صدی میں اور اس دورِ آخر میں کون ہے؟ جسے اللہ تعالیٰ نے ان اہل العلم اور چنے ہوؤں میں داخل ہونے کا اعزاز عطا فرمایا ہے کہ جنہیں خدا تعالیٰ اپنے الہام وکلام سے نوازتا اور کثرتِ مکالمہ ومخاطبہ کی وجہ سے انبیاءؑ کی صف میں شامل کرتا ہے۔ دیکھیں کہ حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ تین قسم کے ہیں:

''اِنَّ النُّفُوسَ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ، نَاقِصَةٌ وَ کَامِلَةٌ لَا تَقْوٰی عَلٰی تَکْمِیْلِ

الـنَّـاقِصِيْنَ ، وَ كَامِلَةٌ تَقْوَى عَلٰى تَكْمِيْلِ النَّاقِصِيْنَ۔(فَا لْقِسْمُ الْاَوَّلُ) اَلْعَوَامُ ، (وَالقِسْمُ الثَّانِیُ) هُمُ الْاَوْلِيَاءُ ،(والقِسْمُ الثَّالِثُ) هُمُ الْانْبِيَاءُ ۔"

(التفسیر الکبیر جزء 27 صفحہ 108 سورۃ حٰمٓ السجدہ زیرآیت وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا)

کہ نفوس تین قسم کے ہوتے ہیں۔قسم اوّل ناقص لوگ اور قسم دوم وہ کامل لوگ ہیں جو دوسرے کی تکمیل نہیں کر سکتے اور قسم سوم وہ کامل لوگ جو دوسرے کو بھی کامل بنانے کی طاقت رکھتے ہیں۔(پہلی قسم) عوام کی ہے(دوسری قسم)اولیاء کی اور(تیسری قسم)انبیاء کی۔"

اب ذرا سوچیے کہ اگر نبی کریم ﷺ کی امت میں کوئی تیسری قسم کا آدمی نہیں ہے تو پھر اس امّت کو افضل الامم کیونکر کہا جا سکتا ہے اور کیا یہ خیال کرنا کہ نبی کریم ﷺ کی امت ،تیسری قسم کے پاکباز انسان سے بکلی خالی ہے،حضورؐ کی ہتک کے مترادف نہیں؟

6 : نزولِ جبریلؑ

اللہ تعالیٰ کے مقرّبین پر جبریلؑ کے نزول کی کیفیات کے ذکر میں حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں:

ا۔ ”قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ خَافَ عَلٰی اُمَّتِہٖ اَنْ یَّصِیْرُوْا مِثْلَ اُمَّۃِ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ فَقَالَ اللّٰہُ لَا تَہْتَمَّ لِذٰلِکَ فَاِنِّیْ وَ اِنْ اُخْرَجْتُکَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا اَنِّیْ جَعَلْتُ جِبْرِیْلَ خَلِیْفَۃً لَّکَ یَنْزِلُ اِلٰی اُمَّتِکَ کُلَّ لَیْلَۃِ قَدْرٍ وَ یُبَلِّغُہُمُ السَّلَامَ مِنِّیْ۔“ (التفسیر الکبیر جزء 3 صفحہ :277)

یعنی مفسرین کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو یہ ڈر لاحق ہوا کہ آپ ﷺ کی امت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی امت کی طرح گمراہ ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے اس بات کا فکر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اگر میں نے تجھے وفات دیدی تو میں جبرئیل کو تیرا خلیفہ مقرر کر دوں گا جو ہر لیلۃ القدر میں تیری امت کی طرف آیا کرے گا اور انہیں میری طرف سے سلامتی کا پیغام پہنچایا کرے گا۔“

مطلب ظاہر ہے کی جبرئیل جو خدا تعالیٰ کا کلام لاتا ہے اس کا نبی کریم ﷺ کے بعد زمین پر اُترنا بند نہیں ہوا خصوصاً لیلۃ القدر کے موقع پر تو وہ ضرور آتا ہے۔

۲۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:” وَخَبَرُ لَا وَحْیَ بَعْدِیْ بَاطِلٌ وَّمَا اشْتَہَرَ اَنَّ جِبْرِیْلَ لَایَنْزِلُ اِلَی الْاَرْضِ بَعْدَ مَوْتِ النَّبِیِّ صلعم فَہُوَ لَا اَصْلَ لَہٗ۔

(روح المعانی جزء 22 صفحہ 41 زیر آیت خاتم النبیّین۔ الخصائص الکبریٰ صفحہ :243)

۳۔ اس مذکورہ بالا عبارت کا ترجمہ فارسی میں اہلحدیث کے عالم نواب صدیق حسن

خان صاحب نے یہ کیا ہے:

''و آنکہ بر آلسنہ عامہ مشہور شدہ کہ نزول جبرائیلؑ بسوئے ارض بعد موت رسول خدا صلعم نشود بے اصلِ محض است۔'' (حجج الکرامہ صفحہ:431)

کہ یہ حدیث کہ 'میرے بعد کوئی وحی نہیں' باطل ہے (موضوع ہے) اور یہ جو عام طور پر مشہور ہے کہ جبرائیل وفاتِ نبویؐ کے بعد زمین پر نازل نہیں ہوں گے اس کی کوئی بنیاد نہیں۔

۴۔ پھر ایک اور حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ جبرئیلؑ نازل ہوتا رہتا ہے اور اس کا نزول بند نہیں ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''مَا اُحِبَّ اَنْ یَّرْقُدَ الْجَنْبُ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّتَوَفّٰی وَ مَا یَحْضُرُہٗ جِبْرِیْلُ فَدَلَّ عَلیٰ اَنَّ جِبْرِیْلَ یَنْزِلُ اِلَی الْاَرْضِ وَ یَحْضُرُ مَوْتَ کُلِّ مُؤْمِنٍ تَوَفَّاہُ اللّٰہُ وَ ھُوَ عَلٰی طَھَارَۃٍ۔''

(الفتاوی الحدیثیة صفحہ 230 مطلب: فی انّ جبریل یعضد الموتی ۔صفحہ 243 مطلب: خبر لا وحی بعدی باطل)

کہ میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص وضوء بغیر سو جائے، کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مر جائے گا تو جبرئیل اس کے پاس نہیں آئے گا۔'' پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ جبرائیل زمین پر اترتا ہے اور ہر مومن کی موت کے وقت اگر وہ باوضو ہو تو وہ حاضر ہوتا ہے۔

۵۔ نبی کریم ﷺ کی ایک اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امتِ محمدیہ وحی سے حصّہ پاتی رہے گی۔ ہاں اگر وہ اپنے فرض سے غافل ہو جائے تو پھر وہ نعمت اس سے چھین لی جائے گی۔ آپؐ کے الفاظ یہ ہیں:

”اِذَا عَظَّمَتْ اُمَّتِی الدُّنْیَا نُزِعَتْ مِنْهَا هَیْبَةُ الاِسْلَامِ وَ اِذَا تَرَکَتِ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ حُرِمَتْ بَرَکَةُ الْوَحْیِ۔“(الجامع الصغیر جزء1 صفحہ 31)

کہ جب میری امت دنیا کو اہمیت دینے لگے گی تو اس سے اسلامی رُعب چھن جائے گا اور جب وہ بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ترک کردے گی تو اس سے وحی کی برکت اُٹھ جائے گی۔“

پس معلوم ہوا کہ جب تک امت مسلمہ دین کو دنیا پر مقدّم رکھے گی اور نیکی کا حکم دیتی رہے گی اور بدی سے روکتی رہے گی تو خدا تعالیٰ اسے وحی کی برکت سے نوازتا چلا جائے گا۔ ہاں اگر وہ اس تعلیم کو چھوڑ دیں گے اور اس ارشاد کو پس پشت ڈال دیں گے تو پھر انہیں وحی الٰہی سے محروم کر دیا جائے گا۔ پس اس حدیثِ نبویؐ کی صداقت کی عملی شہادت یہ ہے کہ آج روئے زمین پر صرف اور صرف حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی جماعت، جماعت احمدیہ ہے جو وحی والہام جیسی نعمتِ عظمیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کے زندہ نشانات وتائیدات سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ اس کے برعکس آپؑ پر ایمان نہ لانے والے ان آسمانی نعمتوں سے محروم ہیں۔

7 : انبیاء علیہم السلام پر غیر تشریعی وحی

قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک نبی سے کلام کیا، ان میں سے بعض نبی ایسے تھے جنہیں شریعت عطا کی گئی تھی اور بعض ایسے تھے جنہیں کوئی نئی شریعت عطا نہیں کی گئی تھی۔ اس طرح وحی بھی دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ چنانچہ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ متبوع یا تشریعی نبی کی طرف جو کلام الٰہی نازل ہوا وہ وحی ہے، اور جو تابع یا غیر تشریعی نبی کی طرف نازل ہوا وہ وحی نہیں۔ خدائے پاک کا کلام ہونے کی وجہ سے دونوں ہی وحی ہیں۔ انہی لغوی معنیٰ میں اگر کتاب کا نام دیا جائے تو بھی صحیح ہے اور اس لحاظ سے ہر ایک نبی کتاب لایا ہے۔ لیکن قرآنی اصطلاح میں 'الکتاب' وحی تشریعی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے کتاب شریعت کہلائے گی اور دوسری محض 'الکتاب' کے نام موسوم نہ ہوگی۔ علمائے اسلام نے اس موضوع پر بحثیں اٹھائی ہیں۔ چنانچہ حضرت امام رازیؒ فرماتے ہیں:

”وَ الْفَرْقُ بَیْنَ الْھُدٰی وَالذِّکْرٰی اَنَّ الْھُدٰی مَا یَکُوْنُ دَلِیْلًا عَلَی الشَّیْءِ وَ لَیْسَ مِنْ شَرْطِہٖ اَنْ یَّذْکُرَ شَیْئًا اٰخَرَ کَانَ مَعْلُوْمًا ثُمَّ صَارَ مَنْسِیًّا وَ اَمَّ الذِّکْرٰی فَھِیَ الَّذِیْ یَکُوْنُ کَذٰلِکَ فَکُتُبُ اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ مُشْتَمِلَۃٌ عَلٰی ھٰذَیْنِ الْقِسْمَیْنِ بَعْضُھَا دَلَائِلُ فِیْ اَنْفُسِھَا وَ بَعْضُھَا مُذَکِّرَاتٌ لِّمَا وَرَدَ فِی الْکُتُبِ الْاِلٰھِیَّۃِ الْمُتَقَدِّمَۃِ۔“

(التفسیر الکبیر جزء 27 صفحہ :68 سورۃ المومن زیر آیت ھدًی و ذکرٰی لاولی الالباب)

کہ ”الھُدٰی اور الذِّکرٰی کا فرق یہ ہے کہ اَلھُدٰی اس کو کہتے ہیں جو کسی چیز پر بطور دلیل ہو اور اس میں کوئی شرط نہیں کہ وہ کوئی ایسی بات ذکر کرے جو پہلے معلوم تھی اور پھر بھلا دی گئی، لیکن الذِکرٰی سے یہی مراد ہے پس انبیاء کی کتابیں ان دونوں قسموں پر

مشتمل ہیں بعض تو خود دلائل ہیں اور بعض کتابیں یاد دہانی کراتی ہیں ان باتوں کی جوان سے پہلی کتب میں وارد ہیں۔‘‘

زبور اس کی واضع مثال ہے۔مشہور یہ ہے کہ وہ ایک کتاب ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ساتھ ہی علماء اور مفسرین اس امر کا بھی برملا اقرار کرتے ہیں کہ اس میں کوئی نیا حکم نہیں ملتا۔ بلکہ اس میں تاکید ملتی ہے کہ شریعت تورات پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ آیت ’ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا‘ (النساءآیت :162) کے تحت لکھا ہے:

”اِسْمٌ لِلْکِتَابِ الَّذِیْ اُنْزِلَ عَلٰی دَاوٗدَ وَ ھُوَ مِئَۃٌ وَ خَمْسُوْنَ سُوْرَۃً لَیْسَ فِیْھَا حُکْمٌ وَّلَا حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ بَلْ کُلُّھَا تَسْبِیْحٌ وَّتَقْدِیْسٌ وَّتَمْجِیْدٌ وَ ثَنَاءٌ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَ مَوَاعِظُ۔“

(تفسیر الخازن جزء1 صفحہ :519و تفسیر الفتوحات الالٰھیۃ جزء 1 صفحہ :470)

کہ زبور اس کتاب کا نام ہے جو داؤد (علیہ السلام) پر اتاری گئی۔ اس کی ایک سو پچاس سورتیں (باب) ہیں ان میں کوئی نیا حکم نہیں اور نہ ہی حلال اور حرام کا بیان ہے بلکہ وہ تمام کی تمام تسبیح وتقدیس اور خدا تعالیٰ کی حمد وثنا اور وعظ پر مشتمل ہیں۔

قریباً یہی مضمون حاشیہ الجلالین الشیخ احمد الصاوی جزء1 صفحہ :225 میں بھی موجود ہے۔ پس واضح ہوگیا کہ زبور ایک کتاب ہے لیکن اس میں کوئی نیا حکم نہیں پایا جاتا اور نہ ہی حلال وحرام کے متعلق کوئی نئی بات ہے۔اسی طرح سورۃ آل عمران آیت 184 میں الزُّبُر کے ماتحت لکھا ہے:

”اَلزُّبُرُ الْکُتُبُ الْمَقْصُوْرَۃُ عَلَی الْحِکَمِ وَالْمَوَاعِظِ وَالْکِتَابُ الْمُنِیْرُ الْوَاضِحُ الْمَعْنٰی الْمُتَضَمِّنُ لِلشَّرَائِعِ وَالْاَحْکَامِ۔“

(تفسیر جامع البیان للعلاّمہ معین بن صفی صفحہ :66)

کہ الزبر سے مراد وہ کتابیں ہیں جو صرف حکمتوں اور نصائح پر مشتمل ہیں اور الکتاب المنیر سے وہ کتاب جو واضح ہے اور شرائع اور احکام اپنے اندر رکھتی ہے۔‘‘

علامہ ابوالسعود آیت ’’جَاوُٓا بِالْبَیِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْکِتَابِ الْمُنِیْرِ ‘‘ کے ماتحت لکھتے ہیں:

’’وَالُکِتَابُ فِیِ عُرُفِ الْقُرانِ مَا یَتضَمَّنُ الشَّرَائِعَ وَالُاحُکَامَ ۔‘‘ (حاشیہ التفسیر الکبیر جزء 3 صفحہ :3) کہ الکتاب عرف قرآن میں اس کتاب الٰہی کو کہا جاتا ہے جس میں (نئے) شرعی احکام ہوں۔‘‘

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ زبور اور الزُّبُر وہ صحائف ہیں جو انبیاء کو دیئے گئے لیکن ان میں کوئی نیا حکم اور نئی شریعت نہ تھی۔ حالانکہ انہیں کتاب کا نام دیا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کتاب کو صرف اس وحی کے لئے مخصوص قرار دے دیا ہے جس میں کوئی نئی شریعت پائی گئی ہو یا نئے احکام ملتے ہوں۔ لیکن یہ ان کی اپنی تشریح اور اپنے معنے ہیں۔ اس لئے انہیں صرف عُرفی معنے قرار دیئے جائیں گے۔

حضرت امام راغب اصفہانیؒ اپنی مفردات میں زیر لفظ ’زبور‘ تحریر فرماتے ہیں:

”وَقَالَ بَعْضُھُمْ اَلزَّبُوْرُ اِسْمٌ لِلْکِتَابِ الْمَقْصُوْرِ عَلی الْحِکَمِ الْعَقْلِیَّۃِ دُوْنَ الْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ وَالْکِتَابُ لِمَا یَتَضَمَّنُ الْاَحْکَامَ وَالْحِکَمَ وَیَدُلُّ عَلی ذٰلِکَ اَنَّ زُبُوْرَ دَاوٗدَ علیه السلام لَا یَتَضَمَّنُ شَیْئًا مِّنَ الْاَحْکَامِ۔“

یعنی بعض علماء کا کہنا ہے کہ زبور اس کتاب کا نام ہے جس کا بیان عقلی حکمتوں تک محدود ہے، اس میں احکام شرعیہ نہیں پائے جاتے اور الکتاب اس کو کہتے ہیں جس میں احکام بھی ہوں اور حکمتیں بھی ہوں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور

میں احکام (جدیدہ) نہیں پائے جاتے۔

یہاں خدا تعالیٰ کے ایک فرمان کی وضاحت ضروری ہے کہ وہ فرماتا ہے کہ اس نے انبیاء کو مبعوث کیا تو اَنۡزَلَ مَعَھُمُ الۡکِتَابَ (سورۃ البقرہ آیت 213) ان کے ساتھ کتاب بھی نازل فرمائی۔ (نیز دیکھئے سورۃ الحدید آیت 25)

یہاں اگر الکتاب سے مراد کلام الٰہی لیا جائے تو کوئی مشکل پیش نہیں آتی کیونکہ بیشک ہر ایک نبی سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوا اور اسے کثرت کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا شرف عطا ہوا۔ لیکن الکتاب سے اگر مراد وہ وحی لی جائے جو نئے احکام اور شرائع پر مشتمل ہو تو پھر تمام انبیاء کو کتاب دیئے جانے کا مطلب بیان کرتے ہوئے علاّمہ اُلوسی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''کَانَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنۡھُمۡ یَأۡ خُذُ الۡاَحۡکَامَ اِمَّا مِنۡ کِتَابٍ یَخُصُّہٗ اَوۡ مِنۡ کِتَابِ مَنۡ قَبۡلَہٗ (روح المعانی جلد 2 صفحہ 101 زیر آیت وَ اَنۡزَلَ مَعَھُمُ الۡکِتَابَ) کہ ہر ایک نبی احکام اخذ کرتا تھا یا تو اپنی اس کتاب سے جو اس پر نازل ہوئی ہوتی یا اپنے سے کسی پہلے نبی کی کتاب سے۔''

علامہ معین بن صفی اپنی تفسیر (جامع البیان) میں اسی آیت کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ اَنۡزَلَ مَعَھُمُ الۡکِتَاب کا یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک نبی پر الگ الگ کتاب نازل ہوئی۔

''اِذۡ لَمۡ یَکُنۡ لِبَعۡضِھِمۡ کِتَابٌ وَاِنَّمَا کَانُوۡا یَأۡخُذُوۡنَ بِکُتُبِ مَنۡ قَبۡلَھُمۡ''
کیونکہ بعض انبیاء کی کوئی کتاب نہ تھی وہ صرف اپنے سے پہلے انبیاءؑ کی کتابوں سے احکام اخذ کیا کرتے تھے۔

حضرت امام رازی رحمہ اللہ نے وَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ (سورۃ الانعام آیت 89) پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

" وَیَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُرَادُ مِنْہُ اَنْ یُّؤْتِیَہٗ فَھْمًا تَامًّا لِمَا فِی الْکِتَابِ وَعِلْمًا مُحِیْطًا بِحَقَا ئِقِہٖ وَاَسْرَارِہٖ وَھٰذَا ھُوَ الْاَوْلٰی لِاَنَّ الْاَنْبِیَاءَ الثَّمَانِیَۃَ عَشَرَ الْمَذْکُوْرِیْنَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ کِتَابًا اِلٰھِیًا عَلَی التَّعْیِیْنِ وَالتَّخْصِیْصِ۔" (التفسیر الکبیر جزء 13 صفحہ 56۔ سورۃ الانعام)

یعنی یہ بھی احتمال ہے کہ کتاب دینے سے مراد اس آیت میں یہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے ان انبیاء کو اس کتاب کا پورا پورا فہم عطا کیا تھا اور ایسا علم دیا تھا جو اس کے اسرار اور حقائق پر محیط تھا اور یہی معنے زیادہ مناسب ہیں کیونکہ ان اٹھارہ انبیاء میں سے جو (اس آیت سے) پہلے مذکور ہیں ہر ایک کو الگ الگ کتاب نہیں دی گئی تھی۔"

8: صحابہ رضی اللہ عنہم پر وحی

1: حضرت ابوبکرؓ: کتاب اللّمع میں لکھا ہے:

"کَانَتُ لِاَبِیُ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جَارِیَۃٌ حُبْلٰی فَقَالَ اُلْقِیَ فِیُ رَوُعِیُ اَنَّھَا اُنُثیٰ۔"

(کتاب اللّمع لابی نصر عبداللہ علی السراج الطّوسی باب ذکر ابی بکر الصدیقؓ صفحہ 171۔دارالکتب الحدیثیۃ بمصر)

کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی لونڈی حاملہ تھی،فرماتے ہیں مجھے الہام ہوا کہ حمل میں لڑکی ہے تو اس کے ہاں لڑکی ہی پیدا ہوئی۔

2: حضرت عمر بن الخطابؓ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو ایرانیوں سے جنگ کے دوران جو تحریری فرمان بھجوایا اس میں یہ درج تھا کہ مجھے القاء ہوا ہے کہ تمہارے مقابلہ میں دشمن کو شکست ہوگی۔

(الوثائق السَّیَاسِیَّۃ مرتبہ ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی فرمان بنام سعدؓ بن ابی وقاص صفحہ 303)

چنانچہ لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"اِنَّہٗ مِنَ الُمُحَدَّثِیُنَ بِفَتْحِ الدَّالِ اَیُ اَلُمُلْھَمِیُنَ۔

(الفتاوی الحدیثیۃ صفحہ 395 مطلب: فی کلام علی کرامات الاولیاء علی اکمل الوجہ)

کہ وہ محدّثین (بمعنی ملہمین) میں سے ہے:

شیخ عبدالرحمان الصفوری میں لکھتے ہیں:

3: "قَالَ عُمَرُ رَأَیْتُ رَبِّیْ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ تَمَنَّ عَلَیَّ فَسَکَتُّ فَقَالَ فِی الثَّانِیَۃِ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اَعْرِضُ عَلَیْكَ مُلْکِیْ وَ مَلَکُوْتِیْ وَاقُوْلُ لَكَ تَمَنَّ

عَلَیَّ وَ اَنْتَ فِیْ ذٰلِكَ تَسْكُتُ فَقُلْتُ یَا رَبِّ شَرَّفْتَ الْاَنْبِیَاءَ بِكُتُبٍ اَنْزَلْتَهَا عَلَیْهِمْ فَشَرِّفْنِیْ بِكَلَامٍ مِنْكَ بِلَا وَاسِطَةٍ فَقَالَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ: مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی مَنْ أَسَاءَ اِلَیْهِ فَقَدْ اَخْلَصَ لِیْ شُكْرًا وَ مَنْ أَسَاءَ اِلٰی مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْهِ فَقَدْ بَدَّلَ نِعْمَتِیْ كُفْرًا۔" (نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس جزء اوّل باب الحلم والصفح عن عثرات الاخوان)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ربّ کو خواب میں دیکھا تو اس نے فرمایا: اے ابن الخطاب! کچھ مانگ!! میں چُپ رہا تو اس نے دوبارہ فرمایا: اے ابن الخطاب! میں تیرے سامنے اپنا ملک اور حکومت پیش کر رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے کسی چیز کی خواہش کر اور تو خاموش بیٹھا ہے؟ اس پر میں نے عرض کی' اے میرے ربّ! تو نے انبیاء کو ان پر کتابیں نازل فرما کر (اپنے کلام سے) مشرّف کیا ہے مجھے بھی اپنے کلامِ بلا واسطہ سے نواز'، تو خدا تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن الخطاب! جو بھلا کرے اس شخص کا جس نے اسے دُکھ دیا ہو تو اس نے یقیناً میرا حقیقی اور خالص شکر ادا کیا اور جو شخص اس شخص کو دکھ دے جس نے اس کا بھلا کیا ہو تو اس نے میری نعمت کو کفر سے تبدیل کر دیا۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے پاک مقرّب بندوں سے خواہ وہ نبی ہوں یا نہ محبت سے گفتگو کرتا ہے۔

4: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خدا تعالیٰ نے جس قدر علم و عرفان سے نوازا تھا وہ ظاہر و باہر ہے۔ آپؓ جیسی مطہّرہ پر منافقین کو جھوٹا اتہام لگانے کا موقع ہاتھ آ گیا تو آپؓ کو جب اس کی خبر پہنچی کہ بعض منافقین آپؓ کی ذات بابرکت پر گندے الزام لگا رہے ہیں تو آپؓ کو بہت رنج پہنچا، کھانا پینا چھوٹ گیا اور زندگی تلخ ہو گئی، اپنے ربّ کے سامنے گڑ گڑاتی رہیں اور مدد کی درخواست کرتی رہیں۔ آپؓ کے درد اور دُکھ کو دیکھ کر خواب میں

ایک فرشتہ ایک نوجوان کی شکل میں آیا:

”فَقَالَ لِیْ: مَا لَكِ ؟ فَقُلْتُ خَزِيْنَةٌ مِمَّا ذَكَرَ النَّاسُ فَقَالَ: اُدْعِیْ بِهٰذِهٖ يُفَرَّجْ عَنْكَ فَقُلْتُ مَا هِیَ؟ فَقَالَ: قُوْلِیْ يَا سَابِغَ النِّعَمِ وَ يَا دَافِعَ النِّقَمِ! وَ يَا فَارِجَ الْغَمَمِ وَ يَا كَاشِفَ الظُّلَمِ يَا اَعْدَلَ مَنْ حَكَمَ وَ يَا حَسِيْبَ مَنْ ظَلَمَ! يَا اَوَّلُ بِلَا بِدَايَةٍ وَ يَا آخِرُ بِلَا نِهَايَةٍ وَ يَا مَنْ لَّهٗ اِسْمٌ بِلَا كُنْيَةٍ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِی فَرْجًا وَمَخْرَجًا قَالَتْ فَانْتَبَهْتُ وَ اَنَا رَيَّانَةٌ شَبْعَانَةٌ وَ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْهُ فَرْجِیْ۔

(الدرّ المنثور جزء 5 صفحہ 38)

یعنی اس نے مجھے کہا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا کہ لوگوں کی باتیں سنکر مجھے سخت غم لاحق ہے۔ اس نے کہا ان کلمات کے ذریعہ دعا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے غم کو دور فرمادے گا، میں نے کہا: کون سے کلمات؟ اس نے کہا: یوں کہو: اے جو تمام نعمتیں عطا فرماتا ہے، تمام مصیبتیں دفع کر دیتا ہے، تمام غموں کو دور کرتا ہے تمام اندھیروں کو نابود کر دیتا ہے اور اے جو سب حاکموں سے زیادہ عادل ہے اور جو سب ظالموں کا احتساب کرنیوالا ہے اور اے خدا جو اول ہے اور تیری ابتداء نہیں اور آخر ہے اور تیری کوئی انتہا نہیں اور اے جس کا نام ہے کوئی کنیت نہیں۔ میرے لئے اس غم سے چھٹکارے کا کوئی انتظام فرما۔“

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: ”اس کے بعد میں جاگ اُٹھی تو میں نے دیکھا کہ مَیں سیر ہوں نہ پیاس تھی اور نہ بھوک اور نیز خدا تعالیٰ نے میری براءت کے بارے میں اپنا ارشاد بھی نازل فرمادیا۔“

وہ شخص جو نہ کھاتا ہو اور نہ کچھ پیتا ہو، اُٹھے تو سیر ہو، تو یہ وحی کا ہی کرشمہ تھا۔ ورنہ جسے شدید غم لاحق ہو اور کھانا پینا بھی چھوٹ گیا ہو، اس کے متعلق یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا

کہ وہ اُٹھے گا تو سیر ہوگا اور اسے کمزوری اور ضعف تک محسوس نہ ہوگا۔ نیز الزام سے بریّت بھی نازل ہوچکی ہوتو یہ وحی کا ہی منظر تھا جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دکھایا گیا تھا۔

5 : حضرت علیؓ: مشہور روایت ہے: ''کَانَ عَلِیٌّ و الفضلؓ یَغْسِلَانِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلیَّ اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَنُوْدِیَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِرْفَعْ طَرْفَکَ اِلَی السَّمَاءِ۔'' (الخصائص الکبریٰ للسیوطیؒ صفحہ 482 باب ماوقع فی غسلہٖ من الآیات)

کہ حضرت علی اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کو غسل دے رہے تھے کہ حضرت علیؓ کو (ایک غیبی) آواز آئی کہ اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھا۔

6: حضرت علیؓ و دیگر صحابہؓ: ''عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللّٰہ تعالی عنھا قَالَتْ لما اَرَادُوْا غُسْلَ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ و سلم قَالُوْا وَاللّٰہِ لَا نَدْرِیْ اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَنْ ثِیَابِہٖ کَمَا نُجَرِّدُ مَوْتٰی اَمْ نَغْسِلَہٗ وَ عَلَیْہِ ثِیَابُہٗ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَی اللّٰہُ عَلَیْھِمُ النَّوْمَ حَتّٰی مَا مِنْھُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَ ذَقْنُہٗ فِیْ صَدْرِہٖ ثُمَّ کَلَّمَھُمْ مُکَلِّمٌ مِنْ نَاحِیَۃِ الْبَیْتِ لَا یَدْرُوْنَ مَنْ ھُوَ اَنْ اغْسِلُوا النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ و سلم وَ عَلَیْہِ ثِیَابُہٗ۔ اخرجہ ابو داود والحاکم والبیھقی و حیلۃ ابو نعیم۔''

(الخصائص الکبریٰ للسّیوطیؒ صفحہ 483 باب ماوقع فی غسلہٖ من الآیات)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ جب صحابہؓ نے نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو کہنے لگے خدا کی قسم ہم نہیں جانتے کہ رسول کریم ﷺ کے کپڑے اتارلیں جیسا کہ ہم مُردوں کے کپڑے اتار لیتے ہیں یا آپؐ کو آپؐ کے کپڑوں میں ہی غسل دیں۔ پس جب انہوں نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے سب پر نیند وارد کردی یہاں تک کہ ان میں سے کوئی آدمی نہ رہا مگر اس کی ٹھوڑی اس کے سینے کو جا لگی۔

پھر ان سے ایک کلام کرنے والے نے گھر کے ایک طرف سے کلام کی۔صحابہؓ نے نہ جانا کہ وہ کون ہے۔اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔(اس روایت کی تخریج ابوداؤد، الحاکم اور بیہقی نے کی ہے اور ابونعیم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

یہ ایسی شان اور طاقت کی وحی تھی کہ تمام صحابہؓ نے بغیر کسی شک اور شبہ کے اس آواز کو سچا یقین کیا اور اسے خدائی آواز اور الٰہی فیصلہ تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کیا۔

7: حضرت ابیّ بن کعبؓ : ''عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ لَاَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ فَلَاُصَلِّیَنَّ وَ لَاَحْمِدَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی بِمُحَامِدٍ لَمْ یَحْمِدْ بِهَا اَحَدٌ فَلَمَّا صَلّٰی وَ جَلَسَ یَحْمِدُ اللّٰهَ تَعَالٰی وَیُثْنِیْ عَلَیْهِ اِذَا هُوَ بِصَوْتٍ عَالٍ مِنْ خَلْفٍ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ کُلُّهٗ وَلَكَ الْمُلْكُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ کُلُّهٗ وَاِلَیْكَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّهٗ عَلَانِیَتُهٗ وَسِرُّهٗ لَكَ الْحَمْدُ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اِغْفِرْ لِیْ مَا مَضٰی مِنْ ذُنُوْبِیْ وَاعْصِمْنِیْ فِیْمَا بَقِیَ مِنْ عُمْرِیْ وَارْزُقْنِیْ اَعْمَا لَا زَاکِیَةً تَرْضٰی بِهَا مِنِّیْ وَتُبْ عَلَیَّ۔ فَأَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَصَّ عَلَیْهِ فَقَالَ جِبْرِیْلُ علیه السلام۔''

(روح المعانی جلد 22 صفحہ 40 زیر تفسیر آیت خاتم النبیّین)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے ابیّ بن کعب نے کہا میں مسجد میں ضرور داخل ہونگا پھر ضرور نماز پڑھونگا اور ضرور اللہ تعالیٰ کی ایسے محامد کے ساتھ حمد کروں گا کہ کسی نے ایسی حمد نہ کی ہو۔جب انہوں نے نماز پڑھی اور خدا کی حمد کرنے کے لئے بیٹھ گئے تو ناگاہ انہوں نے پیچھے سے ایک شخص کو بلند آواز سے یہ کہتے سنا۔''اے اللہ سب حمد تیرے لئے ہے، ملک تیرا ہے، سب بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، سب امور کا مرجع تو ہے خواہ وہ امور ظاہری ہوں یا باطنی حمد تیرے لئے ہی ہے بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

میرے گزشتہ گناہوں کو معاف کر دے اور مجھے باقی عمر محفوظ رکھ اور مجھے ایسے پاکیزہ اعمال کی توفیق دے کہ تو ان کے ذریعہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ مجھ پر رحمت سے رجوع کر۔ ''پھر ابیؓ بن کعب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور سارا واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا، وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔

8: عبداللہ بن زید بن ربہؓ: حضرت عبداللہ بن زید ؑ کو رؤیا میں اذان سکھائی گئی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کو بھی۔ (مشکوۃ باب الاذان)

نمونہ کے طور پر یہ چند حوالہ جات جو پیش کئے گئے ہیں۔ یہ ثابت کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم الہام کی نعمت سے محروم نہ تھے۔ وہ بکثرت اللہ تعالیٰ کے اس انعام سے بہرہ ور تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: '' إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلآئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا '' (سورۃ الانفال: 13) ترجمہ: ''یعنی جب تیرا رب ملائکہ کی طرف وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں انہیں ثبات بخشو۔''

اِس آیت سے ظاہر ہے کہ جہاد کے موقع پر اس میں شامل ہونے والے تمام صحابہؓ پر ملائکہ کا نزول ہوا اور انہوں نے وحی الٰہی کے مطابق مسلمانوں کو حوصلہ دیا اور ثبات بخشا۔

9: امام ابن حجر الہیثمیؒ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا بیٹا ابراہیمؑ (جو آیت خاتم النّبین کے نزول کے بعد پیدا ہوئے) نبی تھا اور پھر یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ان کی طرف حضرت جبرئیل ؑ وحی لے کر نازل ہوئے۔ جس طرح جبرئیلؑ حضرت عیسیٰ ؑ پر ماں کی گود میں وحی لے کر نازل ہوئے اور حضرت یحییٰ ؑ پر تین سال کی عمر میں نازل ہوئے۔ لکھتے ہیں:

''وَلَا بُعْدَ فِيْ اِثْبَاتِ النُّبُوَّةِ لَهٗ مَعَ صِغْرِهٖ لِاَنَّهٗ كَعِيْسَى الْقَائِلِ يَوْمَ وُلِدَ اِنِّيْ

عَبْدُ اللّٰہِ اٰتَانِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَ کَیَحْیَ الَّذِیْ قَالَ تَعَالٰی فِیْہِ وَ اٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا۔''

(الفتاویٰ الحدیثیہ مصنفہ امام ابن حجر الہیثمی ۔ باب مطلب ماورد فی حق ابراہیم ابن نبینا ﷺ صفحہ 236)

''کہ آنحضرت ﷺ کا صاحبزادہ ابراہیمؑ چھوٹی عمر میں ہی نبی ہوگیا☆ تو اس میں کوئی بعید از عقل بات نہیں کیونکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی طرح ہیں جنہوں نے پیدائش کے دن کہا تھا کہ میں خدا کا بندہ ہوں ۔ مجھے اللہ نے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے نیز وہ حضرت یحییٰ کی طرح ہیں ۔جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان کو بچپن ہی کی عمر میں دانشمندی عطا فرمائی تھی۔'' پھر فرماتے ہیں:

''وَ اِحْتَمَالُ نُزُوْلِ جِبْرِیْلَ بِوَحْیٍ لِعِیْسٰی اَوْ یَحْیٰ یَجْرِیْ فِیْ اِبْرَاھِیْمَ ۔''

(الفتاویٰ الحدیثیہ مصنفہ امام ابن حجر الہیثمی ۔ باب مطلب ماورد فی حق ابراہیم ابن نبینا ﷺ صفحہ 236)

کہ جس طرح حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام پر بچپن میں جبرئیلؑ وحی لے کر نازل ہوئے اس طرح احتمال ہے کہ بچپن کی عمر میں حضرت ابراہیمؑ ابن النبیؐ پر جبرئیل وحی لے کر نازل ہوئے۔

10: ''وَالْاَخْبَارُ طَافِحَۃٌ بِرُؤْیَۃِ الصَّحَابَۃِ لِلْمَلَکِ وَسِمَاعِھِمْ کَلَامَہٗ وَ کَفٰی دَلِیْلًا لِمَا نَحْنُ فِیْہِ قَوْلُہٗ سُبْحَانَہٗ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰئِکَۃُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ فَاِنَّ فِیْھَا نُزُوْلَ الْمَلَکِ عَلٰی غَیْرِ الْاَنْبِیَاءِ فِی الدُّنْیَا وَ تَکْلِیْمَہٗ اِیَّاہُ وَلَمْ یَقُلْ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اَنَّ ذٰلِکَ یَسْتَدْعِی النُّبُوَّۃَ وَکَوْنَ ذٰلِکَ لِاَنَّ النُّزُوْلَ وَالتَّکْلِیْمَ قُبَیْلَ الْمَوْتِ غَیْرُ

☆ یہ اس روایت کی بنا پر ہے کہ جس میں بیان ہوا ہے آنحضرت ﷺ نے اس کی تدفین کے موقع پر فرمایا تھا: ''اَمَا وَاللّٰہِ اَنَّہٗ لَنَبِیٌّ ابْنُ نَبِیٍّ'' کہ بخدا یہ نبی ہے اور نبی کا بیٹا ہے۔

مُفِيْدٍ كَمَا لَا يَخْفٰى۔‘‘ (تفسیر روح المعانی جزء 22 صفحہ 40 زیر آیت خاتم النبیّن)

’’یعنی روایات بھری پڑی ہیں اس بات سے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرشتے (جبرائیل) کو دیکھا اور اس کا کلام سنا اور اس کے لئے بطور دلیل ایک آیت ہی کافی ہے جس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمارا ربّ صرف اللہ ہی ہے اور پھر وہ اس پر مضبوطی سے قائم رہے ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو انہیں کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی مناؤ اس جنت کی وجہ سے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔

پس اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ نبی نہیں ان پر بھی فرشتے اُترتے اور ان سے کلام کرتے ہیں اور کوئی شخص اس بات کا قائل نہیں کہ یہ امر نبوّتِ خاصہ کو ہی چاہتا ہے ہاں یہ کہنا کہ فرشتوں کا یہ نزول اور ان کا کلام موت سے ذرا پہلے ہوتا ہے بے فائدہ سا قول ہے جیسے کہ واضح ہی ہے۔‘‘ اس میں علامہ موصوف نے قرآن مجید سے استدلال کیا ہے کہ آئندہ بھی فرشتے مومنوں پر نازل ہوتے رہیں گے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پر وحی والہام میں کمی کی وجہ: ایک سوال یا خیال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کے زمانہ میں نزولِ وحی کا زیادہ ذکر نہیں ملتا یا اس کا کثرت سے اظہار نہیں ہوا جبکہ آپؐ کے بعد اس کا زیادہ ذکر ملتا ہے۔ اِس سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ ابن حجرؒ صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں:

’’وَكَانَ السِّرُّ فِيْ نُدُوْرِ الْاِلْهَامِ فِيْ زَمَنِهٖ وَ كَثْرَتِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ....لِمَنِ اخْتَصَّهُ اللّٰهُ بِهٖ لِلْاَمْنِ مِنَ اللَّبْسِ فِي ذٰلِكَ۔

(فتح الباری شرح البخاری کتاب التعبیر باب المبشّرات)

’’یعنی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کے زمانہ میں الہام کی وہ کثرت نہیں

پائی جاتی جو بعد کے زمانہ میں پائی جاتی ہے اس میں تقدیر الٰہی کا یہ راز مخفی تھا کہ تا قرآنی وحی کے ساتھ کسی دوسری وحی کا خلط نہ واقع ہو۔‘‘

9: غیر انبیاء پر وحی

ا: پہلی امتوں میں غیر انبیاء پر وحی کا نزول

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ‘‘(سورۃ الانبیاء:8) اور تجھ سے پہلے ہم نے کبھی کسی کو نہیں بھیجا مگر مردوں کو جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔ پس اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بیان فرمایا ہے کہ منصب ِنبوّت صرف مردوں کو دیا جاتا ہے، لیکن ولایت میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی ہمیشہ شامل ہوتی رہیں اور خدا تعالیٰ دونو سے ہمکلام ہوتا رہا اور انہیں اپنی رحمت اور فضلوں سے نوازتا رہا۔ یہ نعمتِ الٰہی صرف امتِ محمدیہ ہی کو حاصل نہیں بلکہ اس کے ساتھ پہلی امتوں کے اولیاء بھی اس نعمت ہمکلامی میں شریک ہیں۔

(ا) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ○ (سورۃ القصص آیت 7) ’’اور ہم نے موسیٰؑ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اسے دودھ پلا۔ پس جب تو اس کے بارہ میں خوف محسوس کرے تو اسے دریا میں ڈال دے اور کوئی خوف نہ کر اور کوئی غم نہ کھا۔ ہم یقیناً اسے تیری طرف دوبارہ لانے والے ہیں اور اسے مرسلین میں سے (ایک رسول) بنانے والے ہیں۔‘‘

موسیٰؑ کی ماں کا نام یوکبد تھا (خروج باب 16 آیت 20) یا یوحانذ تھا (تفسیر الخازن جزء 5

صفحہ 134) بعض لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء کی وحی ظنّی ہوتی ہے مگر دیکھئے موسٰیؑ کی والدہ پر جو وحی نازل ہوئی اس نے اسے کیسا یقین دلایا اور یہ کتنی شاندار وحی ہے۔اس میں دو باتوں کا حکم دیا گیا، پھر دو باتوں سے منع فرمایا گیا ہے پھر دو خوشخبریاں دی ہیں، سبحان اللّٰہ العظیم۔اور پھر کس خوبی سے یہ وحی سچی ثابت ہوئی؟اور کس یقین سے موسٰی کی والدہ کا دل یقین سے بھر گیا اور اس نے اس پر عمل کیا۔

اگر یہ وحی الٰہی یقینی نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ ماں اپنے بیٹے کو دریا میں ڈالنے پر آمادہ ہو جاتی۔ یہ وحی کا کرشمہ تھا کہ وہ ایسی باتیں کر گزری جن کی ایک ماں سے از خود ہرگز امید نہ کی جا سکتی تھی۔اسی وحی کا نتیجہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے اس پر اپنی خاص رحمت نازل فرمائی اور اسے اپنے وعدہ کے مطابق ماں سے واپس ملا دیا۔

قرآن کریم بھی آیت ’’ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ‘‘میں استقامت دکھانے والے مومنوں کی وحی کو،اِنَّ سے جو کہ تحقیق جملہ کے لئے استعمال ہوتا ہے مؤکّد کر کے یقینی قرار دیتا ہے۔

(۲) قرآن کریم میں ہی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہاں موسٰیؑ پر اور ان کی ماں پر یقینی وحی نازل فرمائی، وہاں حضرت عیسٰیؑ اور آپؑ کی ماں پر جو وحی نازل ہوئی وہ بھی یقینی تھی۔وحی کی برکت سے ہی مریم کا دل تھم گیا اور ڈھارس بندھ گئی اور اسی وحی کے طفیل اس نے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کیا اور خدا کے حضور میں وہ عزّت پائی جو بہت کم مردوں کے حصّہ میں آتی ہے فرمایا:

”فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِھِمْ حِجَاباً فَأَرْسَلْنَا إِلَیْھَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَراً سَوِیّاً oقَالَتْ إِنِّیْ أَعُوذُ بِالرَّحْمَن مِنكَ إِن كُنتَ تَقِیّا o قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ

لِأَهَبَ لَكِ غُلَاماً زَكِيّاً o قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيّاً o قَالَ كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْراً مَّقْضِيّاًo" (سورة مريم : 18تا 22)

پس اس نے اپنے اوران کے درمیان ایک حجاب حائل کردیا۔تب ہم نے اس کی طرف اپنافرشتہ (جبرئیل) بھیجا اوراس نے اس کے لئے ایک متناسب بشر کا تمثّل اختیار کیا۔اس نے کہا میں تجھ سے خدا کی پناہ میں آتی ہوں اگرتو تقوٰی شعار ہے۔اس نے کہامیں تو تیرے ربّ کا محض ایک ایلچی ہوں تا کہ تجھے ایک پاک خُولڑکا عطا کروں۔ اس نے کہامیرے کوئی لڑکا کیسے ہوگا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور میں کوئی بدکار نہیں؟اس نے کہا اسی طرح۔تیرے ربّ نے کہا ہے کہ یہ بات مجھ پر آسان ہے اور (ہم اسے پیدا کریں گے) تا کہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان بنائیں اوراپنی طرف سے مجسّم رحمت بنادیں اور یہ ایک طے شدہ امر ہے۔

کیساعظیم الشان کلام ہے۔ایک کنواری سے خدا تعالیٰ کا فرشتہ ہمکلام ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ تو ایک لڑکا جنے گی،وہ لڑکا پاکباز انسان ہوگا اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان اور کئی لوگ اس سے مل کر خدا تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں حاصل کرینگے اور پھر ایسا ہی وقوع میں آ گیا۔مریم کئی ماہ تک حاملہ رہی اور خدا تعالیٰ کو یاد کرتی رہی،آخر انسان تھی اور وہ بھی ایک عورت اور پھر کنواری اور پھر سفر میں جب ولادت کا وقت آیا تو اِدھر دردِزہ کی تکلیف اُدھر کھانے پینے کو کچھ نہ تھا،خدا کے سوا اسے کوئی نظر نہیں آرہا تھا؟اس موقع پر خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور فرشتہ کو حکم ہوا۔چنانچہ

"فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيّاًo وَهُزِّي

إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَباً جَنِيّاً ○ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْناً فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَداً فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْماً فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيّاً ○"

(سورۃ مریم آیت:25 تا 27)

تب (ایک پکارنے والے نے) اسے اس کے زیریں طرف پکارا کہ کوئی غم نہ کر۔ تیرے ربّ نے تیرے نشیب میں ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔اور کھجور کی ساق کو تُو اپنی طرف جنبش دے وہ تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرائے گی۔پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر اور اگر تو کسی شخص کو دیکھے تو کہہ دے کہ یقیناً میں نے رحمٰن کے لئے روزہ کی منّت مانی ہوئی ہے۔پس آج میں کسی انسان سے گفتگو نہیں کروں گی۔

یہ کیسی تفصیلی اور طویل وحی ہے جو حضرت مریمؑ کو ہوئی اور اس کا حرف حرف یقینی اور سچا ثابت ہوا۔

(۳) ایک اور جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور یہود نے آپؑ کی سخت مخالفت کی تو خدا تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے دلوں میں وحی نازل فرمائی اور اس وحی کا اتنا اثر ہوا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے، فرمایا:

"وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُواْ بِي وَبِرَسُولِي قَالُوَاْ آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ○" (سورۃ المائدۃ: 112)

اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لے آؤ تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے، پس گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہو چکے ہیں۔

اس مخالفت کے زمانہ میں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بظاہر بے کس و بے بس تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپؑ کی تائید میں لوگوں کے دلوں میں وحی نازل فرمائی۔جس کا اثر یہ ہوا کہ

وہ لوگ آپؑ پر ایمان لائے اور بڑے مخلص ثابت ہوئے ،اگران پر یہ وحی نازل نہ ہوئی ہوتی تو ان میں یقیناً وہ صدق واخلاص پیدا نہ ہوسکتا تھا جو وحی کے ذریعہ پیدا ہوا۔ مدّعا یہ ہے کہ پہلی امتوں میں بھی اولیاءاللہ پر وحی نازل کی گئی ۔ایک دو پر نہیں بہت سے اولیاء پر۔ خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''قَدْ کَانَ فِیمَا مَضٰی قَبْلَکُمْ مِنَ الْاُمَمِ اُنَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ''

(الجامع الصغیر جزء 2 صفحہ 48 رواہ البخاری عن ابی ہریرہ)

کہ تم سے پہلی امتوں میں بہت سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جن سے خدا ہمکلام ہوا۔

ب: امّتِ محمدیہ میں صلحاء پر نزولِ وحی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ جب تُو اللہ تعالیٰ کا ہوجائے گا تو:

" فَيُؤْخَذُ بِيَدِكَ فَتُقَدَّمُ وَيُنْزَعُ عَنْكَ مَا عَلَيْكَ ثُمَّ تُغَوَّصُ فِىْ بِحَارِالْفَضَائِلِ وَالْمِنَنِ وَالرَّحْمَةِ فَيُخْلَعُ عَلَيْكَ خِلَعُ الْاَنْوَارِ وَالْاَسْرَارِ وَالْعُلُوْمِ الْغَرَائِبِ اللَّدُنِّيَّةِ فَتُقَرَّبُ وَتُحَدَّثُ وَتُكَلَّمُ وَ تُعْطٰى وَ تُغْنٰى وَ تُشَجَّعُ وَ تُرْفَعُ وَ تَخَاطَبُ بِأَنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ أَمِيْنٌ۔''(فتوح الغیب مقالہ 26)

تو پھر تیرا ہاتھ پکڑا جائے گا اور تو مقدّم کیا جائے گا اور تجھ سے سختی اور بوجھ اُٹھالیا جائے گا۔پھر احسان، رحمت اور کمالات کے سمندر میں تجھے غوطہ دیا جائے گا پھر انوار و اسرار کی خلعت تجھے پہنائی جائے گی اور نادر علوم لدنّیہ کا جامہ تجھے دیا جائے گا اور تو مقرّب بنے گا پھر تجھ سے گفتگو شروع ہوگی اور تجھے کلام سے نوازا جائے گا۔تجھ پر خدا کی عطا ہوگی اور تو غنی اور بہادر بنایا جائے گا اور تجھے عزت دی جائے گی اور تجھ سے بایں کلام خطاب کیا

جائے گا کہ اب تو ہمارے نزدیک بلند مرتبہ اور امین ہے۔''

کلام الٰہی اور وحی کی جو اقسام خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں انہیں بیان کرنے کے بعد حضرت شیخ اکبر محی الدّین ابن عربیؒ اپنی کتاب الفتوحات المکیۃ جزء2 صفحہ 236 پر فرماتے ہیں:

''وَھٰذَا کُلُّہٗ مَوْجُوْدٌ فِیْ رِجَالِ اللّٰہِ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ وَالَّذِیْ اخْتُصَّ بِہِ النَّبِیُّ مِنْ ھٰذَا دُوْنَ الْوَلِیِ اَلْوَحْیُ بِالتَّشْرِیْعِ''

کہ یہ تمام قسم کی وحی اللہ کے بندوں یعنی اولیاء میں پائی جاتی ہے۔ ہاں وہ وحی جو نبی کے لئے مخصوص ہے اور ولی کو نہیں ملتی، تشریعی وحی ہے۔

پس ایسی وحی جس میں کوئی نیا حکم مخالف قرآن ہو نہیں اترے گی۔ اگر کوئی امتی نبی مبعوث ہوتا ہے تو اسے لازماً وحی کا شرف حاصل ہوگا۔ اس میں کوئی عقلی اور نقلی روک نہیں۔ اس میں لازم ہے کہ کوئی ایسا امر نہ ہوگا جو قرآن مجید کے خلاف ہو۔ حضرت عبد الوہاب الشعرانیؒ فرماتے ہیں:

''اِعْلَمْ اَنَّہٗ لَمْ یَجِیْٔ لَنَا خَبَرٌ اِلٰھِیٌّ اَنَّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وَحْیَ تَشْرِیْعٍ اَبَداً اِنَّمَا لَنَا وَحْیُ الْاِلْھَامِ۔'' (الیواقیت والجواھر جزء 2 صفحہ 84)

کہ ہمیں خدا کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد وحی تشریعی کبھی نازل ہوگی البتہ ہمارے لئے وحی الالہام ضرور موجود ہے۔

اس میں وحی الالہام کے الفاظ صرف اس لئے استعمال کئے گئے ہیں تا کہ قارئین کرام یہ ملحوظ رکھیں اور ہرگز نہ بھولیں کہ ایسی وحی جس میں کوئی نیا حکم خلافِ قرآن مجید نہیں وہی نازل ہوسکتی ہے اور وہ وحی جس میں کوئی نیا حکم ہو خواہ اسے وحی تشریعی کہیں یا وحی نبوّت

ہرگز نازل نہ ہوگی۔علامہ الوسیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اِعْلَمْ اَنَّ بَعْضَ الْعُلَمَاءِ اَنْكَرُوْا نُزُوْلَ الْمَلَكِ عَلٰى قَلْبِ غَيْرِالنَّبِيِّ لِعَدْمِ ذَوْقِهٖ لَهٗ وَالْحَقُّ اِنَّهٗ يَنْزِلُ وَلٰكِنْ بِشَرِيْعَةِ نَبِيِّنَا صلّى الله عليه و سلّم۔

(روح المعانی جزء 7 صفحہ 326)

کہ تمہیں یہ علم ہونا چاہئے کہ بعض علماء نے انکار کیا ہے۔غیر نبی کے دل پر فرشتہ کے نازل ہونے کا کیونکہ اس نے اس کا مزہ نہیں چکھا۔حق بات یہ ہے کہ فرشتہ تو نازل ہوتا ہے،لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت کے ساتھ، نہ کہ کوئی دوسری شریعت لیکر۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے خود تحریر فرمایا ہے:

''وَ كَافِيكُمْ مِنْ فَخْرٍ اَنَّ اللّٰهَ اِفْتَتَحَ وَحْيَهٗ مِنْ اٰدَمَ وَ خَتَمَ عَلٰى نَبِيٍّ كَانَ مِنْكُمْ وَمِنْ اَرْضِكُمْ۔'' (التبلیغ روحانی خزائن جلد5 صفحہ 420)

کہ (اے اہل عرب!) تمہارے لئے یہی کافی فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کا آغاز آدم سے کیا اور ایک عظیم الشان نبی (یعنی محمد ﷺ) پر ختم کی جو تم میں سے اور تمہارے ملک سے ہے۔''

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اہلِ عرب کو مخاطب کرتے ہوئے وحی کے ابتدائی درجہ اور پھر اس کے انتہائی نقطۂ عروج کی بات کی ہے۔یعنی حضرت آدم علیہ السلام پر جو وحی نازل ہوئی وہ وحی کی ابتدائی حالت تھی جبکہ رسول اللہ ﷺ پر وحی ایسے کمال کو پہنچی کہ اس سے بڑھ کر اس کے علوّ اور اس کی رفعت کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا۔باقی جہانتک آپؐ کے بعد وحی کے نزول کا تعلق ہے تو گزشتہ صفحات میں اس کی تفصیل آچکی ہے کہ صحابہؓ سے لے کر اب تک یہ جاری ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام پر نازل ہونے والی وحی الٰہی بھی اسی فیض کا

تسلسل ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ امت کو مسلسل پہنچ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر وحی ختم ہونے مطلب یہی ہے کہ آپؐ کی وحی آپؐ کے بعد کے زمانے میں نازل ہونے والی وحی پر مصدق ہے اور اسی کے فیض سے فیضیاب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی کتاب میں جس کی مذکورہ بالا عبارت پیش کی گئی ہے، اپنے پر نازل ہونے والی وحی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ

''لَمَّا بَلَغْتُ اَشُدَّ عُمُرِیْ وَبَلَغْتُ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً جاءَ تْنِیْ نَسِیْمُ الْوَحْیِ''

(التبلیغ۔ آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 584)

کہ جب میں جوان ہوا اور میری عمر چالیس برس کو پہنچی تو مجھے وحی کی باد نسیم پہنچی۔

پھر حضورؑ نے فرمایا:

''وَ اَوْحٰی اِلَیَّ رَبِّیْ مَا اَوْحٰی '' (ایضاً صفحہ 382)

کہ خدا تعالیٰ نے جو کچھ چاہا میری طرف وحی کیا۔''

پس مصنّف کی ایک تحریر کو درمیان میں سے اچک لینا اور باقی تحریروں کو نظر انداز کر دینا کوئی منصفانہ طریق نہیں۔ اس کی اس نوع کی دیگر تحریرات کے مختلف زاویوں کو بھی دیکھنا چاہئے۔ پھر مجموعی تناظر میں دیکھنا چاہئے کہ مصنّف کی اس زیر نظر تحریر کا کیا مطلب نکلتا ہے اور یہ کہ مصنف کس پہلو سے کیا بیان کر رہا ہے۔

دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب توضیح المرام (روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 61) میں حدیث ''لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ'' کی تشریح کرتے ہوئے وحی کے متعلق پہلے ہی وضاحت فرما دی تھی کہ:

''اَلْحَدِیْثُ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ النُّبُوَّةَ التَّامَّةَ الْحَامِلَةَ لِوَحْیِ الشَّرِیْعَةِ قَدِ

انْقَطَعَتْ وَلٰكِنَّ النُّبُوَّةِ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْهَا اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ فَهِیَ بَاقِیَةٌ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَاانْقِطَاعَ لَهَا اَبَدًا۔"

یعنی حدیث لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبَوَّةِ دلالت کرتی ہے کہ نبوّت تامہ کاملہ جو اپنے اندر وحی شریعت رکھتی ہو ختم ہو چکی ہے۔لیکن وہ نبوّت جس میں صرف مبشرات ہیں، قیامت تک باقی ہے۔وہ ہرگز ختم نہ ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ وحی جو ایک "تابع نبی" پر نازل ہو یعنی اس میں کوئی نئ شریعت نہ ہو اور وہ صرف وحی مبشرات ہو، ہمیشہ جاری رہے گی اور کبھی منقطع نہ ہوگی۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ آنحضرت ﷺ کے اُمتیوں میں سے مقامِ نبوّت پانے والوں کی شان میں فرماتے ہیں:

"اُوْتِیَ الْاَنْبِیَآءُ اِسْمَ النُّبُوَّةِ وَ اُوْتِیْنَا اللَّقَبَ اَیْ حُجِرَ عَلَیْنَا اِسْمُ النَّبِیِّ مَعَ اَنَّ الْحَقَّ تَعَالیٰ یُخْبِرُنَا فِیْ سَرَائِرِنَا بِمَعَانِیَ کَلَامِهٖ وَ کَلَامِ رَسُوْلِهٖ ﷺ وَ یُسَمّٰی صَاحِبُ هٰذَا الْمَقَامِ مِنْ اَنْبِیَاءَ:اَلْاَوْلِیَاءَ فَغَایَةُ نُبُوَّتِهِمُ التَّعْرِیْفَ بِالْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّةِ حَتّٰی لَا یُخْطِئُوْا فِیْهَا لَا غَیْرَ۔"

(الیواقیت والجواہر جلد 2 صفحہ 374 البحث الخامس والثلاثون فی کونہ محمد ﷺ خاتم النبیین کمابہ صرّح القرآن۔و نبراس شرح الشرح لعقائد نسفی حاشیہ صفحہ 445)

یعنی انبیاءؑ کو تو نبی کا نام دیا گیا ہے۔اور ہم اُمّتی صرف لقبِ نبوّت پاتے ہیں۔ہم سے النّبوّۃ کا نام (یعنی محض نبی کہلانے کا حق) روکا گیا ہے۔باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ ہمیں خلوت میں اپنے کلام اور اپنے رسُول ﷺ کے کلام کے معانی سے خبر دیتا ہے۔اور نبیوں کے اس مقام والے ولی کہلاتے ہیں۔ان کی (اس نوع کی) نبوّت کی غرض یہ ہوتی

ہے کہ وہ احکامِ شریعت سے آگاہ کریں۔اس میں وہ غلطی نہیں کھاتے۔اس کے علاوہ (ان کی اس نبوّت کی) کوئی غرض نہیں۔

حضرت پیرانِ پیرؒ نے اس قول میں ایک قسم کی نبوّت کو اُمّتِ محمدؐیہ میں جاری مانا ہے۔اور اُمّت کے اندر ہونے والے نبیوں کو نبی کہلانے کا پورا حقدار سمجھا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو انبیاء میں شمار کیا جاتا ہے۔یعنی وہ اولیاء اللہ ہیں مگر انہیں نبوّت کا لقب دیا جاتا ہے۔

پس امّت میں اس طرح بھی نبوّت جاری ہے۔اس مسئلہ پر ایک اور زاویہ سے راشنی ڈالتے ہوئے حضرت مجدّد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں:

”اِنَّ کَلَامَ اللّٰہِ قَدۡ یَکُوۡنُ شِفَاھاً وَذٰلِکَ الۡاَفۡرَادُ مِنَ الۡاَنۡبِیَاءِ وَقَدۡ یَکُوۡنَ لِبَعۡضِ الۡکُمَّلِ مِنۡ مُّتَابِعِیۡھِمۡ۔“

یعنی اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندوں سے بالمشافہ کلام کرتا ہے اور یہ لوگ انبیاء ہوتے ہیں اور کبھی انبیاء کے بعد ان کے کامل متّبعین سے بھی اس طرح کلام کرتا ہے۔آگے فرماتے ہیں:

وَ اِذَا کَثُرَ ھٰذَا الۡقِسۡمُ مَعَ وَاحِدٍ مِّنۡھُمۡ سُمِّیَ مُحَدَّثًا۔

یعنی جب انبیاء میں سے کسی کے کامل متّبع سے خدا تعالیٰ اس قسم کا کلام بکثرت کرتا ہے تو اس کا نام محدَّث یعنی مکلَّم مِنَ اللہ رکھا جاتا ہے۔

کثرتِ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جو غیب کی خبروں پر بھی مشتمل ہو، نبوّت کی ایک نوع ہے جسے اسلامی اصطلاح میں محدثیّت سے تعبیر کیا گیا ہے۔آیت کریمہ ”عَالِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡھِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖ اَحَداً ۝ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ“ (سورۃ الجنّ:27-26) اس پر دالّ

ہے۔کہ وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔بجز اپنے برگزیدہ بندوں کے۔

پھر آپؒ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں:

"ہم چنانکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آں علم را از وحی حاصل مے کرد۔ایں بزرگواران بطریق الہام آں علوم را از اصل اخذ مے کنند۔علماء ایں علوم را از شرائع اخذ کردہ بہ طریق اجمال آوردہ اند ہماں علوم چنانکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حاصل بود تفصیلاً و کشفاً ایشاں را نیز بہماں وجوہ حاصل میشود اصالت و تبیعّت درمیان است بہ ایں قسمِ کمالِ اولیاءِ کُمّل بعضے از یشاں از قرونِ متطاولہ و از منۂ متباعدہ انتخاب مے فرمائند۔ (مکتوبات جلد 40:1)

ترجمہ:۔ جیسے نبی کریم ﷺ وہ علوم وحی سے حاصل کرتے تھے، یہ بزرگ الہام کے ذریعہ وہی علوم اصل یعنی خدا تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں اور عام علماء ان علوم کو شریعتوں سے اخذ کرکے بطریق اجمال پیش کرتے ہیں۔وہی علوم جس طرح انبیاء کو تفصیلاً و کشفاً حاصل ہوتے ہیں ان بزرگوں کو بھی انہی طریقوں سے حاصل ہوتے ہیں۔دونوں کے علوم کے درمیان صرف اصالت اور تبعیت کا فرق ہوتا ہے۔ایسے باکمال اولیاء میں سے بعض کو صدیوں اور لمبا زمانہ گزرنے پر انتخاب کیا جاتا ہے۔حضرت سیّد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ اپنی کتاب منصبِ امامت میں تحریر فرماتے ہیں:

"باید دانست ازاں جملہ الہام است ہمیں الہام کہ بانبیاء ثابت است آں را وحی گویند و اگر بغیر ایشاں ثابت مے شود او را تحدیث مے گویند و گاہے در کتاب اللہ مطلق الہام را خواہ بانبیاء ثابت مے شود خواہ باولیاء اللہ وحی مے نامند۔" (منصبِ امامت صفحہ 31)

ترجمہ:۔ (ان تمام امور میں سے) ایک تو الہام ہے۔اور الہام وہی ہے جو انبیاء سے

ثابت ہے اور اُس کو وحی کہتے ہیں اور اگر ان کے بغیر کسی اور سے ثابت ہو تو اسے تحدیث کہتے ہیں۔اور کہیں کتاب اللہ میں مطلق الہام کو (خواہ انبیاء کو ہو یا اولیاء کو) وحی کہا گیا ہے۔(اردو ترجمہ از حکیم محمد حسین علوی صفحہ 39 مطبوعہ 1949 گیلانی پریس لاہور)

اِن اقتباسات سے ظاہر ہے کہ اُمّتِ محمدؐیہ کے اولیاء اللہ کو مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کی نعمت سے محروم نہیں کیا گیا۔پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے محروم تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔گو اُن کے الہامات محفوظ رکھنے کا اہتمام نہیں کیا گیا پھر بھی بعض الہامات ایسے ملتے ہیں جن سے یہ بالبداہت معلوم ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی خدا کی ہمکلامی کا شرف ضرور عطا کیا گیا تھا۔

صلحائے امّت میں وحی کے چند اور نمونے

(ا) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے متعلق الاستاد عبدالحمید آساہانی نے اپنی کتاب ''المطالب الجمالیۃ'' میں لکھا ہے:

''فَرَأَی الشَّافِعِیُّ رضی اللّٰہ عنہ اللّٰہَ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالیٰ فِی النَّوْمِ وَ ھُوَ قَائِمٌ بَیْنَ یَدَیْہِ فَنَادَاہُ: یَا مُحَمَّدُ اُثْبُتْ عَلیٰ دِیْنِ مُحَمَّدٍ وَ اِیَّاکَ اِیَّاکَ اَنْ تَحِیْدَ فَتَضِلَّ وَ تُضِلَّ أَلَسْتَ بِاِمَامِ الْقَوْمِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکَ مِنْہُ اِقْرَأْ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اِعْنَاقِھِمْ اَغْلاَ لًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ۔ قَال الشَّافِعِیُّ فَاسْتَیْقَظْتُ وَ اَنَا اَقْرَأُھَا مِنْ تَعْلِیْمِ الْقُدْرَۃِ الدَّیَّانِیَّۃِ۔''(صفحہ 23 مطبوعہ مصر 1344ھ)

کہ حضرت امام شافعیؒ نے خواب میں خدا تعالیٰ کو دیکھا۔آپؒ اس کے سامنے کھڑے تھے سو خدا نے آپ کو پکارا: اے محمد (بن ادریس الشافعی)! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر

ثابت قدم رہنا اور اس سے بالکل نہ ہٹنا ورنہ خود بھی تو گمراہ ہو جائیگا اور لوگوں کو بھی گمراہ کریگا کیا تو لوگوں کا امام نہیں؟ تجھے اس بادشاہ سے ہرگز نہیں ڈرنا چاہیئے۔ یہ آیت پڑھو اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اِعْنَاقِھِمْ اِغْلَا لًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَان فَھُمْ مُّقْمَحُوْن َ(یٰسٓ:9) کہ یقیناً ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں اس لئے وہ سر اونچا اٹھائے ہوئے ہیں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں جاگا تو قدرتِ الٰہیہ سے وہ آیت میری زبان پر جاری تھی۔

امام شافعیؒ کو اپنے زمانے کے بادشاہ سے پالا پڑا ہوا تھا جب آپ کو کوئی خطرہ محسوس ہوا تو آپؒ نے خدا کے حضور مدد کرنے کے درخواست کی ،اس پر آپؒ کو اس وحی کے ذریعہ اور آیتِ قرآنیہ سنا کر تسلّی دی گئی کہ ان کے مخالفین کا انجام اچھا نہیں۔

(۲) قاضی عیاض الحصبی نے اپنی مشہور تصنیف ''الشِفَاء بِتَعْرِیْفِ حُقُوْقِ الْمُصْطَفٰی جزء2 صفحہ 13 مطبوعہ مصر'' میں ایک واقعہ بیان کیا ہے جو حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے تعلق رکھتا ہے۔لکھا ہے کہ ایک دفعہ امام احمدؒ نے حمام میں غسل کرنے کا ارادہ کیا ،عربوں میں ایک پرانا رواج تھا یعنی وہ حمام میں ننگے نہایا کرتے تھے جب آپؒ غسل کے لئے حمام میں داخل ہونے لگے تو حدیث نبیؐ کے مطابق آپؒ نے چادر باندھ لی اور عام رواج کی پیروی نہ کی۔غسل کے بعد آپؒ جب رات کو سوئے تو فرماتے ہیں:

''فَرَاَیْتُ تِلْكَ اللَّیْلَةَ قَائِلاً لِیْ : یَا اَحْمَدُ! اَبشِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ بِاسْتِعْمَالِكَ السُّنَّةَ وَ جَعَلَكَ اِمَاماً یُقْتَدٰی بِكَ، قُلْتُ مَنْ اَنْتَ قَالَ جِبْرِیْلُ۔''

کہ میں نے اس رات دیکھا کہ مجھے کوئی کہہ رہا ہے: اے احمد! تجھے خوشخبری ہو!

کیونکہ سنّتِ نبوّت پر عمل کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیری پردہ پوشی فرمادی ہے اور تجھے بطور امام کے مقرر فرمایا ہے تیری پیروی کی جائیگی۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔''

کیسی صاف وحی ہے اور یہ وحی لانے والا پوچھنے پر بتاتا ہے کہ وہ جبریل ہے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص قرآن کریم اور سنت نبویّہ پر خلوصِ نیّت اور قلبِ سلیم سے عمل کرتا ہے اور رسم ورواج کی پرواہ نہیں کرتا خدا تعالیٰ بڑی برکتوں اور رحمتوں سے اسے نوازتا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ جبریل اب اللہ تعالیٰ کا کلام لے کر نہیں آتا۔ ایسے لوگوں کے لئے حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا یہ واقعہ ایک حقیقت افروز رہنمائی ہے۔ یہ واقعہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ ایسے لوگ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سلسلۂ نزول جبریل یا نزولِ وحی منقطع ہو چکا ہے، اپنے اس عقیدہ میں غلط ہیں۔

ایسے عقیدوں کا ردّ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کے اس فرمان سے بھی ہوتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

نے نجوم است و نہ رمل است و نہ خواب وحیٔ حق و اللہ اعلم بالصّواب

از پے روپوشِ عامہ درمیاں وحیِ دل گویند او را صُوفیاں

یعنی جو باتیں اُوپر کہی گئی ہیں یہ نجوم، رمل اور خواب کی باتیں نہیں، بلکہ یہ خدا کی وحی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے عوام النّاس سے چھپانے کے لئے صوفی اسے دل کی وحی کہہ دیتے ہیں۔ (مثنوی دفتر چہارم صفحہ 151)

❁ اولیاءؒ پر وحی کے ذریعہ قرآنی آیات کا نزول

(ا) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اپنے معراج روحانی کا ذکر کرتے ہوئے

تحریرفرماتے ہیں:

”فَـاُنْـزِلَ عَلَیَّ عِنْدَ ھٰذَا الْقَوْلِ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰی اِبْـرَاھِیْـمَ وَاِسْـمَـاعِیْلَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ۔“

(الفتوحات المکیہ جزء3 صفحہ35)

”یعنی اس وقت مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی گئی قُـلْ اٰمَنَّا بِا للّٰہِ (الایة) کہ تو کہہ دے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور اس پر بھی جو ابراہیمؑ ،اسمٰعیلؑ ،اسحاقؑ ،یعقوبؑ اوران کی اولاد پر اتارا گیااوراس پر بھی ہم ایمان لائے جوموسیٰؑ اورعیسیٰؑ اوردوسرے تمام انبیاءؑ کوان کے ربّ سے دیا گیا ہم ان پرایمان میں کوئی فرق نہیں کرتے اورہم اپنے ربّ کے پورے پورے فرماں بردار ہیں۔

یہ پوری آیت قرآنی آپؒ پر نازل کی گئی اورکون مومن مسلمان ہے جواس سے انکارکرسکتا ہے؟ پس ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ خداتعالیٰ اپنے بندوں سے کلام کرتا ہےاوران پر جب بھی ضرورت ہوقرآنی وحی بھی نازل فرما دیتا ہے۔اگرکوئی بدنصیب اس سے محروم ہو اورمحروم ہونے کی وجہ سے انکارکرےتو علیحدہ بات ہے۔

(۲): حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہرسالک کومخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اے انسان!اگرتو نیکی میں ترقی کرتا چلاجائےتو اللہ تعالیٰ تجھے اتنی عزّت دے گا کہ” تُخَاطَبُ بِاَنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ۔“

(فتوح الغیب مقالہ28، صفحہ 171سورۃ یوسف)

”اِنَّكَ الْیَـوْمَ لَـدَیْـنَـا مَـکِیْنٌ اَمِیْنٌ“سورہ یوسف کی آیت نمبر55 ہے جس کا

ترجمہ ہے:۔''یقیناً آج (سے) تو ہمارے حضور بہت تمکنت والا اور قابلِ اعتماد ہے۔''
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تجھے اس آیتِ قرآنی سے مخاطب فرمائے گا۔یعنی وحی فرمائے گا۔

(۳): حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بیٹے کی پیدائش سے قبل الہام ہوا ''اِنَّانُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اِسْمُهٗ يَحْيٰى'' (مکتوب امام ربّانی فارسی جلددوم صفحہ 136 مطبوعہ دہلی) یہ سورۃ مریم کی آٹھویں آیت ہے جس کا معنٰی یہ ہے کہ ''ہم تجھے ایک ہونہار بچے کی بشارت دیتے ہیں۔جس کا نام یحیٰی ہے'' چنانچہ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر بیٹا پیدا ہوا۔ اس کا نام آپؒ نے یحیٰی رکھا۔

(۴): خواجہ میر درد صاحب دہلویؒ اپنے زمانہ کے ایک صوفی بزرگ تھے،انہوں نے اپنی کتاب ''علم الکتاب'' میں ''تحدیث نعمت'' کے عنوان کے ماتحت اپنے بہت سے الہامات درج کئے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کچھ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ مثلاً

'' وَادْعُهُمْ اِلَى الطَّرِيْقَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ مِنَ الْاٰيَاتِ الَّتِیْ هِیَ الشَّاهِدَاتُ الْبَيِّنَاتُ عَلٰى حَقِيَّتِكَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَ هُمْ وَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ۔''

یعنی تو انہیں طریقت محمدیہ کی دعوت دے بذریعہ ان آیات کے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمائی ہیں اور جو واضح گواہ ہیں تیری حقانیت پر،اور تو لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر اور استقامت اختیار کر جیسے کہ تجھے حکم دیا گیا ہے۔

آپؒ کے اس الہام کے دوسرے الفاظ کے ساتھ قرآنی آیت فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ بھی نازل ہوئی۔پھر آپؒ اپنے بعض الہامات یوں درج کرتے ہیں:

"اَفَحُکْمَ الْجَاھِلِیَّۃِ یَبْغُوْنَ فِیْ زَمَانٍ یُحْکِمُ اللّٰہُ بِاٰیَاتِہٖ مَا یَشَاءُ۔"

کہ وہ لوگ اس زمانہ میں بھی جبکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنی آیات کے ذریعہ محکم کرتا ہے۔ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں۔"

اس الہام میں آیت قرآنیہ کا ایک حصہ بھی موجود ہے اور قرآن مجید کے علاوہ الفاظ بھی ہیں۔ پھر وہ کچھ اور الہامات یوں درج فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں فرمایا:

"یَا مَوْرِدَ الْوَارِدَاتِ وَ یَا مَصْدِرَ الْاٰیَاتِ! اِنَّا جَعَلْنَاکَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ۔ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ قُلْتُ یَا رَبِّ! تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔"

"کہ اے واردات کے مورد! نشانات کے مصدر! ہم نے تجھے لوگوں کے لئے نشان بنایا ہے تا کہ وہ ہدایت پائیں، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، میں نے کہا: اے میرے ربّ! تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے مگر میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں (تو ان کا مالک ہے) اور اگر تو انہیں بخش دے تو تُو بڑا عزت والا اور حکمت والا ہے۔"

اس الہام میں بھی الہامی الفاظ کے ساتھ قرآنی الفاظ بھی ملے ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ میر دردؒ پر مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ بھی نازل ہوئیں جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہیں:

۱۔ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ

۲۔ لَا تَحْزَنْ عَلَیْھِمْ وَلَا تَکُنْ فِیْ ضَیْقٍ مِمَّا یَمْکُرُوْنَ

۳ وَمَا اَنْتَ بِھَادِ الْعُمْیِ عَنْ ضَلاَ لَتِھِمْ (علم الکتاب:64)

(۵): جہاں تک کسی امّتی پر ان آیاتِ قرآنیہ کے الہاماً نزول کا تعلق ہے جن میں خالصتہً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کومخاطب فرمایا گیا ہےتو مولوی عبدالجبارغزنوی صاحب جو جماعت احمدیہ کے شدید مخالفوں میں سے تھے، بڑی وضاحت سے اپنی کتاب ''اِثْبَاتُ الْاِلْھَامِ وَا لْبَیْعَۃِ''میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ان کی یہ تحریر ان لوگوں کے جواب میں ہے جو برّصغیر کے مشہوراور صاحب کشف والہام بزرگ حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کے ان الہامات پر اعتراض کرتے تھے جو قرآنی آیات پر مشتمل تھے اوران میں خالصتہً آنحضرت ﷺ کوخطاب فرمایا گیا۔چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اگر الہام میں اس آیت کا القاء ہو جس میں خاص آنحضرت ﷺ کو خطاب ہو تو صاحب الہام اپنے حق میں خیال کرکے اس مضمون کواپنے حال کے مطابق کرے گا اور نصیحت پکڑے گا۔.....اگرکوئی شخص ایک آیت کو جو پروردگار نے جناب رسول اللہ ﷺ کے حق میں نازل فرمائی ہے، اسے اپنے پر وارد کرے اوراس کی امرونہی اور تائید وترغیب کو بطور اعتبار اپنے لئے سمجھے تو بے شک وہ شخص صاحب بصیرت اور مستحق تحسین ہوگا۔اگرکسی پر ان آیات کا القاء ہو جن میں خاص آنحضرت ﷺ کو خطاب ہے مثلاً اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔کیانہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ، فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوالْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى۔ توبطریق اعتبار یہ مطلب نکالا جائے گا کہ انشراح صدراور رضا اورانعام ہدایت جس لائق یہ ہے علی

حسب المنزلہ اس شخص کو نصیب ہوگا اور اس امر ونہی وغیرہ میں اس کو آنحضرت ﷺ کے حال میں شریک سمجھا جائے گا۔'' (اثبات الالہام والبیعۃ صفحہ 143۔142)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب مکھی کی وحی اب تک منقطع نہیں ہوئی تو انسانوں پر جو وحی ہوتی ہے وہ کیسے منقطع ہو سکتی ہے۔ ہاں فرق یہ ہے کہ ال کی خصوصیت سے اس وحی شریعت کو الگ کیا جاوے ورنہ یوں تو ہمیشہ ایسے لوگ اسلام میں ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جن پر وحی کا نزول ہو۔ حضرت مجدّد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی اس وحی کے قائل ہیں اور اگر اس سے یہ مانا جاوے کہ ہر ایک قسم کی وحی منقطع ہوگئی ہے تو یہ لازم آتا ہے کہ امورِ مشہودہ اور محسوسہ سے انکار کیا جاوے۔ اب جیسے کہ ہمارا اپنا مشاہدہ ہے کہ وحی نازل ہوتی ہے۔ پس اگر ایسے شہود اور احساس کے بعد کوئی حدیث اس کے مخالف ہو تو کہا جاوے گا کہ اس میں غلوّ ہے۔ خود غزنوی والوں نے ایک کتاب حال میں لکھی ہے۔ جس میں عبد اللہ غزنوی کے الہامات درج کئے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 6 صفحہ 121)

اس کے بعد نمونۃً چند آیات قرآنیہ ملاحظہ فرمائیں جن میں خالصتہً آنحضرت ﷺ کو خطاب ہے لیکن وہ آپ کے امتیوں پر بھی الہام کی گئیں۔

(ا): مولوی عبد اللہ غزنوی صاحب کی سوانح میں درج الہامات سے چند مثالیں:

''نُیَسِّرُ كَ لِلْیُسْرٰی'' بارہا الہام ہوئی۔ (صفحہ 5)

''وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَائَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَاءَ كَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَلِیٍّ وَّلَا

وَاقٍ۔" (صفحہ 15)

"وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهه۔ فَاِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۔" (صفحہ 35)

"لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔" (صفحہ 36)

"وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔" (صفحہ 37)

"اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ (صفحہ 37)

(سوانح مولوی عبداللہ غزنوی مؤلفہ مولوی عبدالجبار غزنوی و مولوی غلام رسول)

(۲): حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کو کئی مرتبہ آیت قرآنی "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" الہام ہوئی: چنانچہ حضرت مخدوم گیسودرازؒ لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ فرماتے تھے کہ کبھی کبھی کسی ماہ میرے سرہانے ایک خوب رُو اور خوش جمال لڑکا نمودار ہو کر مجھے اس طرح مخاطب کرتا: "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" میں شرمندہ سر جھکا لیتا اور کہتا یہ کیا کہتے ہو؟ یہ خطاب حضرت پیغمبر ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔ یہ بندہ نظام کس شمار میں ہے جو اس کو اس طرح مخاطب کیا جائے۔"

(جوامع الکلم ملفوظات گیسودراز صفحہ 226 ڈائری بروز شنبہ 26 شعبان 802ھ)

❁ اولیاء اللہ پر نُزولِ قرآن

شیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ لکھتے ہیں:

"اَمَّا الْاِلْقَاءُ بِغَيْرِ التَّشْرِيْعِ فَلَيْسَ بِمَحْجُوْرٍ وَلَا التَّعْرِيْفَاتُ الْاِلٰهِيَّةُ لِصِحَّةِ الْحُكْمِ الْمُقَرَّرِ اَوْ فَسَادِهٖ وَكَذٰلِكَ تَنَزُّلُ الْقُرْاٰنِ عَلٰى قُلُوْبِ الْاَوْلِيَاءِ مَا انْقَطَعَ مَعَ

کَوْنِہٖ مَحْفُوْظًا لَّھُمْ وَلٰکِنْ لَّھُمْ ذَوْقُ الْاِنْزَالِ وَھٰذَا لِبَعْضِھِمْ۔" (الفتوحات المکیۃ جلد 2 صفحہ 287)

کہ باقی رہا غیر تشریعی الہام تو وہ ممنوع نہیں ہے اور نہ ایسا الہام ممنوع ہے جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کسی پہلے ثابت حُکم کی شناخت کرائے یا کسی حُکم کے فساد یا خرابی کو ظاہر کرے۔ یہ دونوں قسم کے الہام منقطع نہیں۔ ایسا ہی قرآنِ کریم کا نزول اولیاء کے قلوب پر منقطع نہیں۔ باوجودیکہ قرآنِ مجید اپنی اصلی صورت میں محفوظ ہے۔ لیکن اولیاء کو نزولِ قرآنی کا ذوق عطا کرنے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ اور ایسی شان بعض کو عطا کی جاتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اگر اوامر ونواہی والی وحی بطور تجدیدِ دین اور بیانِ شریعت نازل ہو تو اس سے شریعتِ جدیدہ کا دعویٰ لازم نہیں آتا۔ آپؑ جب قرآن مجید کو ربّانی کتابوں کا خاتم یقین کرتے ہیں تو آپؑ کو تشریعی نبوّت کا مدّعی قرار دینا درست نہیں۔ شریعتِ جدیدہ کے مدّعی کو تو ترمیم و تنسیخ کا حق ہوتا ہے مگر آپؑ تو صاف فرماتے ہیں:

"ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربّانی کتابوں کا خاتم ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جُھوٹ نہ بولو۔ جُھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیانِ شریعت ہے جو مسیحِ موعود کا بھی کام ہے۔"

(اربعین نمبر ۴ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 436)

10: مسیحِ موعودؑ پر نزولِ وحی

امّت میں آنے والے مسیح موعود و مہدیٔ معہود کو اللہ تعالیٰ نے رسول اور رسول اللہ ﷺ نے نبی اللہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس کا کلامِ الٰہی سے مشرّف ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

’’یَقْتُلُ عِیْسَی الدَّجَّالَ عِنْدَ بَابِ لُدِّ الشَّرْقِیِّ فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ اِذْ اَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ اِنِّیْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا مِنْ عِبَادِیْ۔‘‘

(مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ باب ذکر الدجال وصفتہ ومن معہ۔ مشکوٰۃ کتاب الفتن باب العلامات بین یدی الساعۃ۔ مطبع اصح المطابع)

کہ موعود عیسیٰ دجال کو بابِ لُدّ شرقی پر قتل کرے گا اور جب وہ اس حالت میں ہوں گے تو خدا تعالیٰ موعود عیسیٰ پر وحی کرے گا کہ میں نے اپنے بندوں میں سے بعض بندے تیری حمایت میں نکالے ہیں۔

اسی طرح حجج الکرامہ صفحہ 431 اور اقتراب السّاعۃ صفحہ 163 پر حضرت امام سیوطیؒ حضرت حافظ ابن حجرؒ اور دیگر بزرگانِ امّت کی تصریحات کی بناء پر لکھا ہے کہ موعود مسیح پر بعد نزول حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ وحی نازل ہوگی۔ علاوہ ازیں امّت میں آنے والے موعود مسیح پر نزولِ وحی کے بارہ میں چند اور حوالجات ذیل میں درج ہیں:

(ا): علامہ ابن الحجر الہیثمی سے جب پوچھا گیا کہ جب مسیح موعودؑ آئے گا تو اس پر وحی نازل ہوگی؟ تو انہوں نے جواب دیا:

’’نَعَمْ یُوْحِي اِلَیْهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحْیٌ حَقِیْقِیٌّ کَمَا فِیْ حَدِیْثِ مُسْلِمٍ‘‘

(روح المعانی جزء22 صفحہ 41 زیر آیت خاتم النبیّین)

ہاں خدا تعالیٰ ان پر وحی حقیقی نازل کرے گا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے۔

(۲): اس حدیث کو نقل کر کے نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں:

''و ظاہر آنست کہ آرندہ وحی بسوئے او جبرئیل علیہ السلام باشد۔ بلکہ بہمیں یقین واریم و دراں تردّد نمی کنیم چہ جبرائیل سفیر خدا است درمیان انبیاء علیہم السلام و فرشتہ دیگر برائے ایں کار معروف نیست ''(حجج الکرامہ صفحہ 431)

کہ ہمیں یقین ہے کہ مسیح موعودؑ کی طرف جبرائیل ہی وحی لے کر آویں گے کیونکہ انبیاء کی طرف خدا کی وحی لانے کے لئے وہی مقرر ہیں۔اوران کے سوا کوئی دوسرا فرشتہ اس کام پر مقرر نہیں ہے۔

(۳): علامہ ابن الحجر الہیثمی فرماتے ہیں:

''وَذٰلِكَ الْوَحْیُ عَلٰی لِسَانِ جِبْرِیْلَ اِذْ هُوَ السَّفِیْرُ بَیْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَنْبِیَائِهٖ''(روح المعانی جزء22 صفحہ 41 تفسیر سورۃ الاحزاب زیر آیت خاتم النبیّین)

کہ (مسیح موعودؑ پر نازل ہونے والی) وہ وحی جبریلؑ کی زبان سے ہوگی کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ اوراس کے انبیاء کے درمیان سفیر کے ہیں۔

11: مسیح موعودؑ کا منصب و مقام وحی کے ذریعہ بیانِ شریعت ہے

(ا): حضرت امام ملاّ علی القاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد 5 صفحہ 564 پر لکھتے ہیں:۔

" اَقُوْلُ لَا مُنَافَاۃَ بَیْنَ اَنْ یَکُوْنَ نَبِیًّا وَّیَکُوْنَ تَابِعًا لِنَبِیِّنَا صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فِیْ بَیَانِ اَحْکَامِ شَرِیْعَتِہٖ وَاِتْقَانِ طَرِیْقَتِہٖ وَلَوْ بِالْوَحْیِ اِلَیْہِ کَمَا یُشِیْرُ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا لَمَا وَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ۔ اَیْ مَعَ وَصْفِ النُّبُوَّۃِ وِالرِّسَالَۃِ وَ اِلَّا فَمَعَ سَلْبِہٖ لَا یُفِیْدُ زِیَادَۃِ الْمَزِیَّۃِ۔"

کہ میں کہتا ہوں کہ حضرت مسیح کہ نبی ہونے اور آنحضرت ﷺ کے تابع ہو کر احکامِ شریعت کے بیان اور آپؐ کے طریقوں کے پختہ کرنے میں کوئی منافات موجود نہیں۔خواہ وہ اس وحی سے یہ کام کریں جو اُن پر نازل ہو۔جیسا کہ اس کی طرف رسُول اللہ ﷺ کا قول اشارہ کرتا ہے کہ اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔مراد یہ ہے کہ وصفِ نبوّت اور رسالت کے ساتھ (میرے تابع ہوتے۔ناقل)ورنہ سلبِ نبوّت (نبوّت چھینا جانے) کے ساتھ تابع ہونا آنحضرت ﷺ کی فضیلت کا فائدہ نہیں دیتا۔

حضرت امام علی القاریؒ کی اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ مسیح موعودؑ کی وحی کو جو احکامِ شریعت پر مشتمل ہو بیانِ احکامِ شریعت ہی قرار دیا گیا ہے اور اس وحی کے باوجود مسیح موعودؑ کو تابع نبی ہی قرار دیا گیا ہے۔نہ کہ تشریعی نبی۔

(۲): حضرت امام عبدالوہاب الشعرانیؒ اپنی کتاب " الکبریت الاحمر" کے صفحہ 10 پر فرماتے ہیں:

"فَاِنَّ الْوَحْیَ الْمُتَضَمِّنَ لِلتَّشْرِیْعِ قَدْ اُغْلِقَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَلِھٰذَا کَانَ

عِیْسٰی علیہ السلام اِذَا نَزَلَ یَحْکُمُ بِشَرِیْعَۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ دُوْنَ وَحْیٍ جَدِیْدٍ فَعُلِمَ اَنَّہٗ مَا بَقِیَ لِلْاَوْلِیَاءِ اِلَّا وَحْیُ الْاِلْھَامِ۔“

کہ جو وحی نئی شریعت پر مشتمل ہو، وہ نبی کریم ﷺ کے بعد بند کردی گئی ہے۔ اسی لئے جب عیسیٰؑ نزول فرمائیں گے تو وہ شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ دیں گے کوئی نئی وحی پیش نہ فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ اولیاء کے لئے صرف وحی الہام ہی باقی رہی ہے۔

(۳): حضرت امام مہدیؑ کے بارے لکھا ہے:

”اِنَّہٗ یَحْکُمُ بِمَا اَلْقیٰ اِلَیْہِ مَلَکُ الْاِلْھَامِ مِنَ الشَّرِیْعَۃِ وَذٰلِکَ اَنَّہٗ یُلْھِمُہُ الشَّرْعَ الْمُحَمَّدِیَّ فَیَحْکُمُ بِہٖ کَمَا اَشَارَ اِلَیْہِ حَدِیْثُ الْمَھْدِیِّ اَنَّہٗ یَقْفُوْ اَثَرِی لَا یُخْطِیُٔ فَعَرَّفَنَا صلی اللّٰہ علیہ و سلم اَنَّہٗ مُتَّبِعٌ لَا مُبْتَدِعٌ وَ اَنَّہٗ مَعْصُوْمٌ فِیْ حُکْمِہٖ اِذْ لَا مَعْنٰی لِلْمَعْصُوْمِ فِی الْحُکْمِ اِلَّا اَنَّہٗ لَا یُخْطِیُٔ وَ حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَا یُخْطِیُٔ فَاِنَّہٗ لَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحیٰ وَقَدْ اَخْبَرَعَنِ الْمَھْدِیِّ اَنَّہٗ لَا یُخْطِیُٔ وَجَعَلَہٗ مُلْحَقًا بِالْاَنْبِیَاءِ فِی ذٰلِکَ الْحُکْمِ۔“

(الیواقیت والجواھر جزء 2 صفحہ 145 مبحث 65)

یعنی الہام کا فرشتہ شریعت کا جو مفہوم اس (مہدی) کو سکھائے گا اس کے مطابق ہی وہ فیصلہ دیا کرے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ اس کو شرع محمدی الہام کرے گا اسی کی طرف نبی کریم ﷺ کی مہدی والی حدیث اشارہ کرتی ہے فرمایا کہ وہ میرے پیچھے پیچھے آئے گا اور غلطی نہیں کرے گا۔ اس طرح حضور ﷺ نے ہمیں بتا دیا کہ وہ (مہدی) متبع ہوگا کوئی نئی بات نہیں بنائے گا اور وہ اپنے فیصلے میں معصوم ہوگا کیونکہ غلطی سے پاک ہونے کے یہی

معنی ہیں اور نبی کریم ﷺ کا مہدی کے بارے میں یہ فیصلہ غلط نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ اپنی مرضی سے نہیں بولتے ، بلکہ جو ارشاد فرمائیں وہ وحی ہوتی ہے اور آپ نے مہدی کے متعلق اس حکم سے اس امر میں اسے انبیاء میں شامل کر دیا ہے۔

بالفاظ دیگر حضرت امام شعرانیؒ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ بتا دیا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مہدی کی بذریعہ وحی والہام راہنمائی ہوا کرے گی اور مقامِ نبوّت پر فائز ہوگا۔

(۴): علامہ الوسیؒ اپنی تفسیر میں اس امر کی بزور تردید کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد جبرئیل کا نزول نہیں ہوگا اور نہ وہ وحی لائے گا، پھر وہ فرماتے ہیں اور صحیح فرماتے ہیں:

” وَ لَعَلَّ مَنْ نَفیَ الْوَحْیَ عَنْهُ علیه السَّلام بَعْدَ نُزُوْلِهٖ اَرَادَ وَحْیَ التَشْرِیْعِ ۔“ (روح المعانی جزء 22 صفحہ 14 زیر آیت خاتم النبیّین)

کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ پر نزول کے بعد وحی نہ ہوگی اس سے مراد وہ وحی ہے جو نئی شریعت پر مشتمل ہو۔

علاّمہ الوسیؒ نے انتہائی بصیرت افروز رہنمائی فرمائی ہے کہ اگر مسیح موعود پر کوئی نفیٔ وحی کی بات کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تشریعی وحی کی بات کر رہا ہے۔ وہ بہر حال بند ہے مگر غیر تشریعی وحی جاری ہے اور مسیح موعودؑ پر لازماً ایسی وحی ہوگی۔

(۵): پھر علامہ ابن الحجر الہیثمیؒ سے جب یہ پوچھا گیا کہ کیا نزول کے بعد حضرت عیسیٰؑ پر وحی نازل ہوگی یا نہیں؟ تو اس کا جواب انہوں نے حدیثِ صحیح پر بنیاد رکھتے ہوئے نہایت واشگاف الفاظ میں یوں دیا کہ:

” نَعَمْ یُوْحٰی اِلَیْهِ وَحْیٌ حَقِیْقِیٌّ کَمَا فِیْ حَدِیْثِ مُسْلِمٍ وَغَیْرِهٖ عَنِ

النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ صَحِیْحَۃٍ فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ اِذْ اَوْحٰی اِلَیْہِ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِیْ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِھِمْ حَوِّلْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ وَ ذٰلِکَ الْوَحْیُ عَلٰی لِسَانِ جِبْرِیْلَ اِذْ ھُوَ السَّفِیْرُ بَیْنَ اللّٰہِ وَ اَنْبِیَائِہٖ لَا یُعْرَفُ ذٰلِکَ لِغَیْرِہٖ۔" (الفتاوی الحدیثیہ صفحہ 243 مطلب: خبر لا وحی بعدی باطل)

کہ ہاں! آپ کو وحی حقیقی ہوگی جیسے کہ حدیث مسلم وغیرہ میں حضرت نواس بن سمعان سے روایت کیا گیا ہے اور صحیح روایت میں ہے کہ خدا تعالیٰ عیسٰیؑ کو وحی کریگا کہ اے عیسٰی! میں نے ایسے بندے کھڑے کئے ہیں جن کا جنگ میں کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا پس میرے ان (مومن) بندوں کو طُور کی طرف موڑ لے جا۔" اور یہ وحی یقیناً جبرئیل کے ذریعہ نازل ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کے درمیان وہی سفیر ہے کوئی دوسرا فرشتہ نہیں۔اس میں بصراحت بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ عیسٰیؑ پر وحی نازل کی جائیگی اور یہ حدیث صحیح ہے مسلم اور دیگر کتب میں درج ہے اس سے بڑھ کر مومن کے لئے اور کون سی دلیل درکار ہے؟

(۶): اور امام عبد الوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر جلد 2 صفحہ 89 بحث 47 میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں:

"فَیُرْسَلُ وَلِیًّا ذَا نُبُوَّۃٍ مُطْلَقَۃٍ وَ یُلْھَمُ بِشَرْعِ مُحَمَّدٍ وَیَفْھَمُہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ۔"

یعنی (موعود) عیسٰیؑ ولی کے طور پر نبوّتِ مطلقہ کے ساتھ بھیجے جائیں گے۔اُن پر شریعتِ محمدیہ الہاماً نازل ہوگی۔وہ اس کو ٹھیک ٹھیک سمجھیں گے۔"

اب دیکھو مسیح موعودؑ پر شریعتِ محمدیہ کا الہاماً نازل ہونا بھی تسلیم کیا گیا ہے مگر اس

کے باوجود انہیں غیر تشریعی اور تابع نبی ہی سمجھا گیا ہے۔ پس علمائے امّت نے مسیح موعود پر شریعتِ محمدیہ کے الہاماً نزول میں گو احکامِ شریعت کا نزول بھی مانا ہے مگر اُسے صاحبِ شریعتِ جدیدہ نہیں سمجھا اور نہ بعد از نزول تشریعی نبی قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ شریعتِ محمدیہ کا تابع اور رسول اللہ ﷺ کا تابع اور آپؐ کا امّتی نبی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ؎

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا　　وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں　　وہ ہے، میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

❁❁❁❁❁

اسلام کا طرّہ ٔ امتیاز اور آلہ ٔ خدادانی وحیِ الٰہی ہے

''ہے غضب کہتے ہیں اب وحیٔ خدا مفقود ہے
اب قیامت تک ہے اس اُمت کا قصّوں پر مدار
یہ عقیدہ برخلافِ گفتۂ دادار ہے!
پر اُتارے کون برسوں کا گلے سے اپنے ہار
وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
گوہرِ وحیِ خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
اِک یہی دیں کے لئے ہے جائے عزّ و افتخار
یہ وہ گل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں
یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اس پہ ہو مُشکِ تتار
یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے در کھلیں
یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں رُوئے نگار
بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے
بس یہی اِک قصر ہے جو عافیت کا ہے حِصار
ہے خدا دانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں
محض قصّوں سے نہ ہو کوئی بشر طوفاں سے پار
ہے یہی وحیِ خدا عرفانِ مولیٰ کا نشاں
جس کو یہ کامل ملے اُس کو ملے وہ دوستدار''

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)